الأضحى يومان بعد يوم النحر

(موطا امام مالک)

ایام قربانی

اور

غیر مقلدین کی ریشہ دوانیاں

تقاریظ

حضرت مولانا عبد الحق صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

حضرت مولانا مفتی محمد راشد صاحب
استاذ دار العلوم دیوبند

بقلم
محمد سلمان اعظمی
فاضل دار العلوم دیوبند

خانہ نعیمیہ دیوبند ۲۴۷۵۵۳

الأضحى يومان بعد يوم النحر
(مؤطا امام مالک)

ایام قربانی

اور

غیر مقلدین کی ریشہ دوانیاں

بقلم

محمد سلمان اعظمی

فاضل دارالعلوم دیوبند

ناشر

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

تفصــــــــیلات

نام کتاب: ایام قربانی اور غیر مقلدین کی ریشہ دوانیاں

تألیف: محمد سلمان اعظمی فاضل دارالعلوم دیو بند

منجیر پٹی سرائے میر اعظم گڈھ

سنِ اشاعت: رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ

کمپیوٹر کتابت محمد اشفاق سہارنپوری

صفحات: ۶۴

تعداد اشاعت: ۱۱۰۰

قیمت:

ملنے کے پتے

☆ احمد بک ڈپو نز د مہمان خانہ مظاہر علوم وقف سہارنپور

☆ امداد الغرباء محلہ مفتی سہارنپور

☆ فیمش بکڈپو سرائے میر اعظم گڈھ

☆ زمزم بک ڈپو دیو بند، سہارنپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

کفر وعصیاں کی بادصرصر میں اسلامی اقدار کے
پاسباں، بدعت وخرافات کی گھٹاٹوپ تاریکیوں میں
رشد وہدایت کے نشاں، مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے
نام جس کی معطر فضاؤں نے مشامِ جاں
کو سرفروشانہ کیف وسرور سے ہم آہنگ کیا۔

ان مشفق والدین کے نام جن کی دعائے نیم شبی نے
شاہراہ حیات میں پیش آمدہ ہر مشکلات سے نبرد آزما
ہونے کا حوصلہ بخشا۔

ان مخلص اساتذۂ کرام کے نام جن کی مخلصانہ توجہات
نے رموز شریعت سے آگاہی کا جذبہ پیدا کیا۔

بندہ محمد سلمان اعظمی

فہرست

تصدیق وتوثیق

حضرت مولانا شیخ عبدالحق صاحب اعظمی مدظلہ العالی

شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد:

ایام قربانی تین دن ہیں، یا چار دن اس سلسلہ میں ائمہ مجتہدین کے درمیان اختلاف بہت پہلے سے چلا آرہا ہے، حنفیہ تین، اور شوافع چار دن کے قائل ہیں، دونوں مکاتب فکر کے لوگ خاموشی کے ساتھ اپنے اپنے مسلک پر عمل کرتے آرہے ہیں۔

لیکن ابھی ماضی قریب میں چند سالوں سے ایک آزاد خیال جماعت نے اس مسئلہ میں شدت اختیار کرتے ہوئے سیدھے سادے مسلمانوں کو ذہنی الجھن اور تشویش میں مبتلا کر دیا ہے کہ قربانی کے ایام چار دن ہیں، اور قربانی کے افضل ایام میں لوگوں کو قربانی کرنے سے روک کر چوتھے دن کرانے پر زور دیتے ہیں، نیز اپنی تقریروں وتحریروں میں بھی بڑی شد ومد کے ساتھ اس کا اظہار کرتے ہیں۔

اللہ جزائے خیر دے عزیز گرامی جناب مولانا محمد سلمان قاسمی اعظمی حفظہ اللہ کو کہ انہوں نے مسلک حنفی کو احادیث وآثار، تواتر وتعامل اور اقوال سلف سے ثابت کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے، اور کتاب کو نہایت تحقیق اور بہترین ترتیب

کے ساتھ مرتب کیا ہے، انشاء اللہ یہ کتاب مسلم عوام کے لیے سکون واطمینان کا ذریعہ ثابت ہوگی، اور منکرین کے لیے بھی ہدایت واصلاح کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

عزیز موصوف فاضل دارالعلوم دیوبند ہیں، علم وتحقیق کا ذوق رکھتے ہیں سنجیدہ مزاج اور نیک بھی ہیں۔

ہم ان کو زمانہ طالب علمی ہی سے جانتے ہیں، الحمدللہ وہ اپنے کاموں میں چاق وچوبند ہیں، اس رسالے میں جو کچھ انہوں نے لکھا ہے نہایت تحقیق وتفتیش کے بعد لکھا ہے، ناکارہ اس کی تصدیق کرتا ہے، اور خواص وعوام کو آگاہ کرتا ہے کہ جو مسلک آپ کا ہے وہ حق ہے اسی پر عمل کریں۔

ناکارہ

عبدالحق غفرلہ

خادم دارالعلوم دیوبند

۶ر شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد راشد صاحب اعظمی دامت برکاتہم

استاذ تفسیر و فقہ دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم! اما بعد:

دین اسلام میں وسعت اور سہولت ہے۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی مسئلہ میں مختلف جہات ہوتی ہیں اور ان جہتوں میں کسی بھی ایک کو اختیار کر لینے اور اس پر عمل کرنے کی گنجائش ہوتی ہے۔ چنانچہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''لایصلین أحدکم الافی بنی قریظة'' والے حکم میں دونوں پہلوؤں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں کسی پر بھی نکیر نہیں فرمائی، جس سے دونوں پہلوؤں میں سے کسی ایک کو اختیار کر لینے کی صراحةً اجازت نکلتی ہے۔ ائمہ اربعہ میں سے ہر ایک اپنے اختیار کردہ مسلک کے خلاف چلنے والے کے لیے اپنا سینہ کشادہ رکھتے ہیں، یہی طریقہ چودہ سو سال سے امت مسلمہ میں متداول چلا آرہا ہے، لیکن آج کل یہ غیر مقلد حضرات اپنے اختیار کردہ طریقہ کار کو ایسا منزل من اللہ کا درجہ دینے میں اس کے خلاف چلنے والے کے لیے کسی بھی طرح کی گنجائش روا نہیں رکھتے ہر جزئی مسئلہ میں ان کا یہی وطیرہ ہے۔ انہیں مسائل میں سے ایام قربانی تین دن یا چار دن کا مسئلہ ہے جس میں غیر مقلدین نے دوسرے پہلوؤں کو اختیار کر کے ایام قربانی کے تین دن میں منحصر ہونے کو بالکل غلط اور باطل قرار دیتے ہیں۔

ہمارے باصلاحیت اور ہونہار فاضل جناب مولانا سلمان صاحب اعظمی نے اس مسئلہ پر کتاب وسنت کے مضبوط دلائل کی روشنی میں غیر مقلدین کی اس غلط روش کو واضح کیا ہے، تاکہ سادہ لوح عوام کو ان کی مغالطہ انگیزی سے بچایا جائے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس علمی کوشش کو مقبول اور مفید بنائیں آمین۔

احقر محمد راشد اعظمی

مدرس دارالعلوم دیوبند

۱۷ر شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب معروفی زید مجدہ

استاذ تخصص فی الحدیث دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً وبعد:

زیرِ نظر رسالہ ''ایامِ قربانی تین دن ہیں یا چار دن؟'' کے موضوع پر ایک مفید رسالہ ہے، یہ مسئلہ بھی ان اختلافی مسائل میں سے ہے جنہیں غیر مقلدین حضرات نے مسلمانوں کی صفوں میں افتراق و انتشار پیدا کرنے کی غرض سے منتخب کیا ہے اس غرض سے جتنے بھی اختلافی مسائل انہوں نے اٹھائے ہیں اور ان کے جس پہلو کو انہوں نے اختیار کیا ہے یا اختیار کرنے کی پوری شد ومد سے دعوت دیتے ہیں، ان میں بیشتر وہ ہیں جن سے یا تو خواہش نفس کی تسکین ہوتی ہے یا وہ مزید سہولت وآسانی پر مبنی ہوتے ہیں، دو ایک مسائل ایسے بھی ہیں جن میں ان کے اختیار کردہ پہلو کے مطابق صحیح حدیث بھی موجود ہوتی ہے، لیکن وہ ایسی نہیں ہوتی کہ ان کے مقصد پر بالکل صریح ہو، یا اس سے قوی تر کسی دلیل کی موجودگی میں نا قابل تاویل ہو۔

''ایامِ قربانی تین دن نہیں بلکہ چار دن ہیں'' کا تعلق اول الذکر قسم کے مسائل سے ہے، اس مسئلہ پر جو دلیل بھی دی جاسکتی ہے وہ یا تو حدیث ضعیف ہے یا حدیث صحیح غیر صریح، جب کہ دوسرے پہلو (یعنی ایامِ قربانی صرف تین دن ہیں)

پر قرآن کریم کا اشارۃ النص، صحیح وصریح احادیث، صحیح وصریح آثار، صحابہ وتابعین بلکہ ایک طرح کا اجماع امت اور توارث وتعامل موجود ہے، اس لیے دلائل کی روشنی میں ہر چند کہ ان حضرات کا اختیار کردہ موقف کمزور اور مرجوح ہے، مگر چونکہ خواہش نفسانی کے قریب تر ہے اس لیے مسئلہ کو پوری شدومد سے اٹھانے میں فائدہ یہ نظر آتا ہے کہ اس کی وجہ سے ان کے کچھ حمایتی مل جائیں گے، اور مسلمانوں کے بندھے بندھائے شیرازہ کو منتشر کرنے میں مدد ملے گی، جو ان حضرات کا اصل مقصد ہے۔

بات چاہے غلط ہو جب پروپیگنڈے کے ذریعہ پھیلا دی جاتی ہے تو کچھ سادہ لوح عوام اسی کو حقیقت سمجھنے لگتے ہیں اس لیے اہل علم حضرات جو وارثین انبیاء ہیں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اصل حقیقت سے لوگوں کو روشناس کرائیں، اور غلط فہمیوں کا ازالہ فرمائیں، اسی مقصد سے عزیز گرامی قدر جناب مولانا محمد سلمان صاحب اعظمی قاسمی زید مجدہ نے مذکورہ موضوع پر قلم اٹھایا ہے، یہ غالباً موصوف کی پہلی قلمی کاوش ہے مگر توفیق ایزدی ان کے شامل حال ہے، رسالہ اپنے موضوع پر سیر حاصل اور مستند مواد پر مشتمل ہے، اللہ تعالیٰ موصوف کی محنت کو قبول فرمائے، اور رسالہ کو قبول عام اور نافعیت بخشے۔ فقط

عبداللہ معروفی

۱۴؍رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ

باسمہ تعالیٰ

حرف آغاز

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، امابعد!

یہ ایک نا قابلِ انکار حقیقت ہے کہ احکام الٰہی اور منشاء خداوندی تک صحیح رسائی اوران سے کما حقہ واقفیت وحی الٰہی پر موقوف ہے، محض عقل وفہم کا اس کوچے میں کوئی گذر نہیں اور نہ ہی ظاہریت کو اس سلسلہ میں درجۂ سند حاصل ہے، نیز اس وحی الٰہی کی وہی تشریح وتوضیح معتبر ہوگی جو کہ خود نبی آخر الزماں ﷺ کی بیان کردہ ہو یا نجومِ رشد وہدایت حضرات صحابہ کرام کے اقوال وافعال سے اس کی تائید ہوتی ہو کیونکہ یہ حضرات بچند وجوہ مرادِ نبوی ﷺ کو سمجھنے اور اس کی تہ تک پہونچنے کے دیگر افرادامت سے کہیں زیادہ اہلیت کے حقدار ہیں۔

رہا جزئی وفروعی مسائل میں صحابہ کرام کے درمیان نظریاتی اختلاف اوراسی طرح ائمہ مجتہدین کا بعض مسائل فقہیہ میں مختلف الرائے ہونا تو اس میں کوئی دورائے نہیں کہ ان کا اصل مبنیٰ ومنشاء اجتہادی نظر وفکر ہے کیونکہ حضرات ائمۂ مجتہدین کے اختلاف نظر وفکر ہی سے جزئی مسائل کے اختلافات معرض وجود میں آئے ہیں، مگر ظاہر ہے کہ اس سے خلاف ونزاع کی کوئی شکل پیدا نہیں ہوسکتی کہ کسی فقہی مسلک سے اعراض یا گریز کی تہمت لازم آئے، کیونکہ تمام ائمہ مجتہدین اصول شریعت میں متحد ہیں، اس لیے ائمہ اجتہاد کی حقانیت وعظمت ان کی شان کے مناسب قائم رہتی ہے اوران کے فقہی مسلک کی صداقت وعظمت اور تعظیم وتوقیر میں

بھی کوئی فرق نہیں آتا، پھر یہ اختلاف بھی حق و باطل کا نہیں ہوتا کہ باعثِ کش مکش ہو بلکہ محض خطاء و صواب کا ہوتا ہے، جن میں سے کوئی بھی پہلو اجر سے خالی نہیں ہے۔

برخلاف اہلِ ظواہر اور غیر مقلدین کے کہ وہ لوگ جزئی اختلافی مسائل کو بنیاد بنا کر انہیں حق و باطل کا مدار ٹھہراتے ہیں، شرائطِ اجتہاد سے یکسر عاری اور ناواقف ہونے کے باوجود ائمہ مجتہدین کی تقلید کو شرک قرار دیتے ہیں، **اللھم احفظنا منه** ۔انجام کار اس سے نزاع و تفرقہ اور اختلاف و انتشار کو ہوا مل رہی ہے اور ملت اسلامیہ کا شیرازہ بکھرنے کی حد کو جا پہنچا ہے۔

اس جماعت نے اجماعی مسائل میں محض اپنے عقلی تگ و تاز سے بے جا شکوک و شبہات کا شکار ہو کر جمہور کے مسلک سے جداگانہ راہ اختیار کر رکھی ہے اور امورِ غیبیہ میں رائے زنی کر کے غائب کو بھی شاہد کے ترازو میں تولنے کی سعی لاحاصل اور جہد نامراد میں سرگرداں ہے، اسی پر بس نہیں بلکہ سادہ لوح مسلم دیندار طبقہ کی ایک بڑی تعداد (جسے شریعتِ اسلامیہ کا مکمل علم بھی نہیں ہوتا) کو شش و پنج میں مبتلا کرنا اور انہیں انتہائی عیاری و مکاری سے اپنے باطل افکار و خیالات اور گمراہ کن عقائد و نظریات کا قائل کرنا اس جماعت کا خاص شیوہ بلکہ طرّۂ امتیاز رہا ہے۔شاعر نے شاید کسی ایسے ہی موقع پر کہا تھا، ع:

خود تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

اسی پس منظر میں مسئلۂ ایامِ قربانی بھی ان کی ستم ظریفی کے نشانے پر ہے حالانکہ ایامِ قربانی کے تین دن ہونے پر عہدِ نبویؐ سے تا امروز امّت کے سوادِ اعظم کا اجماع رہا ہے اور بجز چند افراد کے پوری ملّت کا تین روز قربانی پر متفقہ عمل روزِ روشن کی طرح عیاں ہے مگر ادھر چند سالوں سے یہ بات مسلسل سننے میں آرہی ہے کہ اس فرقے نے مزید بال و پر پھیلانا شروع کر دیا ہے اور سادہ دل مسلمانوں کو اپنی عملی

کج فہمی کا تختۂ مشق بنا رکھا ہے اور پورے زور و شور کے ساتھ ایامِ قربانی کو چار روز ثابت کرنے اور غیر قائلین و عاملین کی تکذیب میں مصروف ہے، چنانچہ اس مسئلے کو لیکر مسلمانوں میں سخت اضطراب و بے چینی دیکھنے میں آئی جس سے یہ داعیہ پیدا ہوا کہ دلائلِ شرعیہ کی روشنی میں اس مسئلے کو بے غبار کر دیا جائے تا کہ یہ مسئلہ امت کے سامنے بالکل واضح ہو جائے اور یوں یہ سلگتا ہوا فتنہ بجھ جائے لیکن ظاہر ہے کہ ردّ و قدح کی یہ طویل بحث کسی اجتہادی گوشہ کی تردید سے ہرگز عبارت نہیں بلکہ یہ تو فرقۂ اہل حدیث (غیر مقلدین) کے ایجاد غیر معتدل تخیلات و تصورات پر قدغن لگانے کی ایک معمولی سی پیش رفت ہے، کیونکہ کسی بھی ایسے اجتہادی و فروعی مسئلہ کے ایک گوشہ کی تحقیق و اثبات میں زور آزمائی عرق ریزی اور دلائل شرع میں غوطہ زنی جو عہد صحابہ و تابعین سے مختلف فیہ رہا ہو، مسئلہ کی جانب مخالف اور اس کے قائلین و عاملین کی تردید کے لئے نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے کیونکہ ان فروعی مسائل کے حوالہ سے علمائے اسلام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ وہ نہ تبلیغی ہیں اور نہ تکذیبی، یعنی دوسروں تک اس کی ترویج و اشاعت تا حدِّ جبر نہیں کی جا سکتی کہ انہیں ان مسائل کو ماننا ہی پڑے اور نہ مخالف رائے رکھنے والوں کی تکذیب و طعن زنی کی جا سکتی ہے اور نہ ہی انہیں سب و ستم کا نشانہ بنایا جا سکتا ہے بلکہ ان کا تعلق صرف اور صرف اجتہادِ مسائل سے ہے لہٰذا مذکورہ بالا تناظر میں یہ بات بالیقین کہی جا سکتی ہے کہ فروعی مسائل میں ائمۂ مجتہدین کا باہمی اختلاف فرقہ اور گروہ بندیوں کا ہرگز سبب نہیں اور ایسا ہو بھی کیسے سکتا ہے جب کہ سبھی راہِ حق و اعتدال پر ہیں اور فروعی مسائل میں اختلاف کے باوجود طعن و تشنیع سے کنارہ کشی اور آپسی اخوت و محبت ان حضرات کی شناخت رہی ہے بلکہ تا ہنوز اَن کے متبعین و مقلدین کا بھی یہی شیوہ ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی رہے گا اور کیوں نہ ہو جب کہ یہ سبھی حضرات ایک ہی

سرچشمہ دلائلِ شرع کے غواص و ماہر شناور ہیں بلکہ بقول حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ ''اس علمی و تحقیقی اختلاف سے ایک اہم بات یہ سامنے آتی ہے کہ پیغمبر دو عالم ﷺ کوئی فرمان اور اس کا کوئی گوشہ متروک العمل نہیں رہ جاتا بلکہ ہر پہلو امت کے کسی طبقہ میں ضرور زیرِ عمل ہوتا ہے'' مسئلہ کی مزید تحقیق اور تقریب الی الفہم کے لئے حضرت قاری صاحبؒ کی عبارتوں کا اقتباس اس مقام پر فائدہ سے خالی نہ ہوگا کیونکہ وہ سراسر مغز ہی مغز ہے۔

''میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ان فروعی اختلافات میں سرے سے فریق بندی ہی نہیں ہے کہ فریقِ اول اور فریقِ ثانی کی بحث شروع کر کے ہل من مبارز؟ کی زور آزمائیاں دکھلائی جائیں فاتحہ خلف الامام ہو یا آمین بالجہر و بالسر، رفع یدین ہو یا ترجیع اذان وغیرہ ان میں ہر مسئلہ کا مثبت اور منفی پہلو ایک ہی مسئلہ کے دو پہلو ہیں مسئلے دو نہیں ہیں اور وہ پہلو بھی روایتی اور درایتی بحث سے سامنے آتے ہیں شریعت نے بالاستقلال ابتداء ہی سے بیکدم دو متضاد پہلو عمل کے لئے سامنے نہیں رکھے اب یہ دو پہلو خواہ زمانہ کے تفاوت سے سامنے آئے کہ ابتداء میں ایک پہلو صاحب شریعت کے زیرِ عمل اور اخیر میں دوسرا جس سے ناسخ و منسوخ کی بحث پیدا ہوئی یا عزیمت و رخصت کے فرق سے سامنے آئے جس سے اولی و غیر اولی کی بحث پیدا ہوئی یا تساوی کے ساتھ سامنے لائے گئے جس سے دونوں پہلوؤں میں تخییر کی بحث پیدا ہوئی بہر حال کسی بھی معیار سے سامنے آئے ہوں ایک ہی مسئلہ کے دو پہلو رہیں گے جس میں ناسخ منسوخ، اولی غیر اولی، افضل غیر افضل، عزیمت و رخصت تخییر و عدم تخییر کے معیار سے ترجیحات سامنے آتی رہیں گی اور وہ اپنے اپنے وقت اور ظرف اور کیف و کم کی ترجیحات کے ساتھ امت کے زیرِ عمل آتے رہیں گے جس سے پیغمبر صادق و مصدوق کا کوئی ارشاد اور ارشاد کا

کوئی پہلو متروک العمل نہ رہے گا بلکہ ہر پہلو امت کے کسی نہ کسی طبقہ میں زیرِ عمل رہے گا'' الغرض یہ حضرات ائمہ مجتہدین مرجحین مسالک ہیں اور سبھی شاہراہِ حق پر ہیں لیکن مذکورہ بالا تناظر کی روشنی میں اگر آپ اس نو پید فرقہ اہلِ حدیث کا جائزہ لیں تو انجام کار آپ کو یہ اعتراف کرنا ہی ہوگا کہ اس فرقہ نے اجتہادی شق کی تقبیح و تشنیع کے مقصد سے ہی مسلک و مشرب کے نام پر اس وادی میں قدم رکھا ہے اور حضرات ائمہ مجتہدین کی شخصیات و مسالک پر طعن و تبرا بازی کو ہتھکنڈا بنا کر ان کے فریقِ مخالف بن کر سر ابھارنے کی جرأت کی ہے یہ فرقہ صرف امام ابوحنیفہؒ کا فریق نہیں بلکہ تمام ائمہ مجتہدین و مقلدین سے شدید عداوت رکھتا ہے جیسا کہ ان کی کتابوں اور بیانات میں ان ائمہ کے خلاف دشنام طرازیاں اس کا پختہ ثبوت ہیں جس طرح تارکین فاتحہ خلف الامام اصحابِ حنفیہ کے یہ فریق ہیں اسی طرح قائلین فاتحہ خلف الامام حضرات شوافع کے بھی یہ فریق ہیں کیونکہ فاتحہ اور ترک فاتحہ حدیثی مسلک ہے لیکن طعن بر فاتحہ و ترکِ فاتحہ کا ثبوت کہیں نہیں ملتا اور جس طرح یہ آمین بالسر کے قائلین احناف کے فریق ہیں اسی طرح آمین بالجہر کے قائلین شوافع وغیرہ کے بھی فریق ہیں کیونکہ آمین بالجہر والسر از روئے حدیث ثابت ہے جب کہ آمین بالشر کا کوئی قائل نہیں اور یہ فرقۂ غیر مقلدین زبانِ قال سے نہ سہی تو عمل و حال سے اسی غیر ثابت شدہ آمین بالشر کے قائل ہے، الغرض تمام فروعی و جزوی مسائل میں یہ سبھی ائمہ مجتہدین کے فریق مخالف بن کر ہل من مبارز؟ ہل من محارب؟ کی صدا بلند کرتے ہیں لیکن تاریخ شاہد ہے کہ ہر دور میں ان کی یہ پکار صدا بصحرا ثابت ہوئی اور تا ہنوز ہو رہی ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ یہ لوگ بڑی جرأت و بے باکی سے تقلیدِ شخصی کا انکار کرتے ہیں جس کے مفاسد آج کے اس قحط الرجال اور جہل و ناخواندگی کے ماحول میں بالکل عیاں ہیں اور عیاں کیونکر نہ ہوں

جب کہ صدیوں پہلے سے ائمہ اربعہ کی تقلید بالالتزام کا علمائے امت کا متفقہ فیصلہ ہے جس سے سرِ موانحراف کی اجازت نہیں۔

زیرِ بحث مسئلہ "ایام قربانی تین دن ہیں یا چار" کو بھی قارئین اسی زاویے سے ملاحظہ فرمائیں ہر چند کی ائمہ اربعہ میں سے امام شافعیؒ چار دن کے ہی قائل ہیں لیکن ظاہر ہے کہ ان کی رائے بر بنائے اجتہاد ہے جن کی حقانیت پر کسی کو شبہہ نہیں ہے اور نہ ہونا چاہئے اور پھر یہ کہ امام شافعیؒ یا انکے متبعین زیرِ غور مسئلہ میں عاملین بالحدیث ائمہ ثلاثہ ابوحنیفہ احمد و مالکؒ کی تکذیب و تشنیع بھی نہیں کرتے جو ایام قربانی کے تین دن ہونے کے قائل ہیں جب کہ فرقہ غیر مقلدین کے غیر منصفانہ رویے بلکہ بسا اوقات ان تشنیع کنندوں کی زبان درازیوں وتبرابازیوں سے ایک انصاف پسند آدمی کا سر شرم سے جھک جاتا ہے جس کی خبریں آئے دن مختلف جگہوں سے ملتی رہتی ہیں پس ایسے لوگ بالیقین مستحقِ تردید ولائقِ تکذیب ہیں اور یہ تردید وتکذیب محض ان افراد کی اور انکے غیر معتدل و بے جا کلام کی اور اس طرز ورویہ کی ہوگی جس کا امرِ حق سے کسی طرح کا کوئی تعلق نہیں بلکہ صرف اور صرف انکے جذباتِ نفس سے اس کا تعلق ہوتا ہے کسی مسئلہ کی یا مسئلہ کے کسی اجتہادی وجزوی شق اور پہلو کی تردید وتکذیب ہرگز نہ ہوگی، **أعاذنا الله منه** مذکورہ بالا پس منظر میں زیرِ بحث مسئلے کی تحقیق کے لئے احقر نے "توکلا علی اللہ" حدیث وفقہ کی مستند کتابوں کی ورق گردانی شروع کی "بفضلہٖ تعالیٰ" مضمونِ بالا سے متعلق احادیث وآثار صحابہ کی معتد بہ مقدار یکجا کرلیا جو جواہر پارے کی شکل میں مختلف کتابوں میں بکھرے ہوئے تھے، اور اب معتبر علماء کرام کے تائیدی وتوثیقی کلمات کے ساتھ اس مجموعہ کو ہدیۂ ناظرین کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے، "**فللّٰه الحمد علیٰ ذٰلک حمداً کثیراً**"۔

مسئلہ ایامِ قربانی مفسرینؒ کی عدالت میں

مسئلۂ ایام قربانی قرآن کریم سے صراحتاً ثابت نہیں ہاں البتہ اس سلسلے میں قرآنِ مقدس کی آیت کریمہ ''ویذکروا اسم اللّٰہ فی ایام معلوت علی مارزقھم من بھیمة الانعام. ''علماء وفقہاء کے زاویۂ فکر کا مرکز رہی ہے جس کی مراد کی تعیین میں علمائے کرام سے دو قول منقول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ اس سے مراد ماہِ ذی الحجہ کے ابتدائی دس ایام ہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ ایامِ معلومات سے مراد ایام نحر (قربانی کے ایام) ہیں اور یہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ، امام ابوحنیفہ اور انکے تلامذہ، اسی طرح امام مالکؒ اور ان کے اصحاب، سفیان ثوریؒ، حضرت سعید ابن جبیرؒ اور حضرت سعید بن المسیبؒ کا مسلک ہے جنہیں ذیل میں مفسرین کرام کے حوالے سے درج کیا جارہا ہے۔

اقتباساتِ تفسیر اور آراءِ مفسرین

(۱) ''ویذکروا اسم اللّٰہ ''عند النحر ''فی أیام معلومات '' أی مخصوصات وھی أیام النحر کماذھب إلیه جماعة منھم أبویوسف ومحمد علیھما الرحمة، وعدتھا ثلاثة أیام یوم العید ویومان بعده عندناوعند الثوری وسعید بن جبیر وسعید ابن المسیب لما روی عن عمرؓ وعلیؓ وابن عمرؓ وابن عباسؓ وأنسؓ وأبی ھریرةؓ أنھم قالوا أیام النحر ثلاثة أفضلھا أوَّلھا، وقد قالواسماعاًلأن الرأی لایھتدی إلی المقادیر وفی الأ خبار التی یعول علیھاتعارض فأخذنا بالمتیقن وھو الأقل .

(روح المعانی: ج ۱۷، ص ۱۳۲)

ترجمہ: اور وہ لوگ قربانی کرنے کے وقت اللہ کا نام لیتے ہیں چند مخصوص دنوں میں اور وہ ایام قربانی ہیں جیسا کہ (علمائے کرام کی) ایک بڑی جماعت اس جانب گئی ہے، انہیں میں سے امام ابو یوسف اور امام محمدؒ ہیں اور اس کی تعداد مذہب احناف کے مطابق تین دن ہے عید الاضحیٰ اور اس کے بعد دو دن اور یہی رائے حضرت سفیان ثوریؒ، حضرت سعید بن جبیر، حضرت سعید ابن المسیب کی بھی ہے ان روایات کی بنیاد پر جو کہ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابو ہریرۃؓ اور حضرت انسؓ سے مروی ہیں کہ ان حضرات نے فرمایا کہ ایام قربانی تین دن ہیں ان میں سب سے افضل پہلا دن ہے، یقیناً ان حضرات نے آپؐ سے سن کر ہی بیان کیا ہے کیونکہ مقدار کو رائے سے بیان نہیں کیا جاسکتا ہے، اور احادیث اس مسئلے میں متعارض ہیں لہٰذا ہم نے امر یقینی کو اختیار کیا اور وہ کم والی مقدار ہے۔

(۲) "ویذ کروا اسم اللّٰہ فی أیام معلومات علی ما رزقھم من بھیمۃ الأنعام .فروی عن علیؓ و ابن عمرؓ أن المعلومات یوم ویومان بعدہٗ و اذبح فی أیھاشئت............اختلف أصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فروی عن علیؓ و ابن عمرؓ أنھا أیام النحر وإلی ذٰلک أذھب".

(احکام القرآن لابی بکر احمد ابن علی الرازی الجصاص: متوفی ۳۰۷، باب ایام المعلومات: ج ۳، ص ۲۳۳)

ترجمہ: آیت بالا کی تفسیر کے سلسلے میں حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ "معلومات" سے مراد ایک دن اور اس کے بعد مزید دو دن ہے، پس ان دنوں میں جس دن چاہو ذبح کرو، صحابہ کرامؓ کا اس آیت کی تفسیر

میں اختلاف ہوا ہے چنانچہ حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایام معلومات سے مراد ایام قربانی ہی ہیں اور میری رائے بھی یہی ہے۔

(۳) قال ابن أبی حاتم حد ثنا أبی حدثنا علی بن المدینی حدثنا یحی بن سعید حدثنا ابن عجلان حدثنی نافع ابن عمرؓ کان یقول: الأیام المعلومات المعدودات یو م النحرویو مان بعدهٗ.

(ابن کثیر: ج ۳، ص ۲۱۷)

ترجمہ: ابن ابی حاتم نے کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے علی ابن مدینی نے، انہوں نے کہا ہم سے یحیٰ بن سعید نے، انہوں کہا کہ ہم سے ابن عجلان نے، انہوں نے کہا مجھ سے نافع ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ ایام معلومات ومعدودات سے مراد یوم عید الاضحیٰ اور دودن اس کے بعد ہے۔

(۴) واختلفو فی الأیام المعلومات علیٰ قولین: أحدهما: "أنها أیام العشر آخرها یوم النحر" وهوقول ابن عباسؓ وبه قال أبو حنیفة، والقول الثانی: " ان الأیام المعلومات یوم النحر ویومان بعدهٗ" رُوی ذٰلک عن ابن عمرؓ من وجوه وبه قال مالک وأصحابهٗ وأبو یوسف القاضی، وروینا عن مالک وعن أبی یوسف ایضاً أنّهماقالا الذی نذهب إلیه فی الأیام المعلومات أنها أیام النحر "یوم النحر ویو مان بعدهٗ" لان اللّٰه قال لیذکرو اسم اللّٰه...... الآیة.

(الاستذکار: ج ۱۵، ص ۱۹۹/۲۰۰)

ترجمہ: علامہ ابن عبد البرؒ نے فرمایا کہ ایام معلومات کے متعین کرنے میں مفسرین کا اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن مراد ہیں جن کا آخری دن یوم النحر یعنی دسویں ذی الحجہ ہے، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا

مذہب یہی ہے اور امام ابوحنیفہؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ ایام معلومات سے مراد یوم النحر اور دو دن اس کے بعد ہے یہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے متعدد طرق سے مروی ہے یہی امام مالک اور ان کے تلامذہ اور قاضی ابو یوسفؒ کا مذہب ہے جس کو ہم نے امام مالک اور امام ابو یوسفؒ سے روایت کیا ہے کہ ان لوگوں نے ایام معلومات کی تفسیر وہی بیان کی ہے جس کی طرف ہم گئے ہیں اور وہ یوم عید الاضحیٰ اور دو دن اس کے بعد ہے۔

(۵) "واذكروا الله فى أيام معدودات "

ولاخلاف أن المراد به النحر وكان النحر فى اليوم الاول وهو يوم الاضحى والثانى والثالث ولم يكن فى الرابع نحر فكان الرابع غير مراد فى قوله تعالى " معدودات" لاينحر فيه.

(کتاب الاحکام لقاضی ابی بکر محمد بن عبداللہ المالکی ج اول ص ۵۹)

ترجمہ: اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ذکر سے مراد قربانی ہے اور قربانی پہلے دن میں ہوگی وہ عید الاضحیٰ کا دن ہے اور اسی طرح دوسرے اور تیسرے دن میں البتہ چوتھے دن میں قربانی نہیں ہو سکتی لہٰذا چوتھا دن اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان "معدودات" سے مراد نہیں ہوگا لہٰذا اس میں قربانی نہیں ہو سکتی۔

(۶) وقد روى ابن قاسم عن مالك أن الأيام المعلومات أيام النحر يوم النحر ويومان بعدهٗ ......ومثلهٗ روى أشهب وابن عبدالحكم عن مالك. (احکام القرآن: ج ۲، ص ۶۷)

ترجمہ: ابن القاسم نے حضرت امام مالکؒ سے روایت کیا ہے کہ ایام معلومات سے مراد ایام قربانی ہے اور وہ عید الاضحیٰ اور دو دن اس کے بعد ہے اور اسی کے مثل اشہب اور ابن عبدالحکم نے امام مالکؒ سے روایت کیا ہے۔

(۷) وأيام المعلومات أيام النحر وكذا روى عن

مکیؒ والمُهدِّدِی...... وروى الطحاوى عن أبى يوسفؒ أن الأيام المعلومات أيام النحر قال لقوله تعالى ويذكر وااسم الله فى أيام معلومات على مارزقهم من بهيمة الأنعام.......... وحكى الكرخى عن محمد ابن الحسن أن الأيام المعلومات أيام النحر الثلاثة يوم الأضحى ويومان بعدهٗ. (تفسیر فتح القدیر للشوکانی: ج اول، ص ۲۰۵)

ترجمہ: اور ایام معلومات سے مراد ایام قربانی ہے اور ایسے ہی مکی اور مہددی سے روایت ہے اور امام طحاوی نے امام یوسفؒ سے نقل کیا ہے کہ ایام معلومات سے مراد ایام قربانی ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”ویذکر وااسم الله الخ“ سے ثابت کیا ہے، اور امام کرخیؒ نے امام محمدؒ سے نقل فرمایا کہ ایام معلومات سے مراد ایام قربانی ہے جو کہ تین دن ہے یعنی عید الاضحیٰ اور اس کے بعد دو دن۔

(۸) عن علیؓ قال: ”الأيام المعلودات ثلاثة أيام يوم النحر ويومان بعدهٗ اذ بح فى أيهما شئت وأفضلها اولها“.

(کنز العمال علی ہامش مسند احمد: ج ۲، ص ۳۷۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت، وشرح الزرقانی علی المؤطا لامام مالک: ج ۳، ص ۱۰۳ احدیث نمبر ۱۰۷۱/۱۰۷۲)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایام معدودات تین دن ہیں دسویں ذی الحجہ اور اس کے بعد مزید دو دن، ان میں جب چاہو قربانی کرو لیکن ان میں افضل پہلا دن ہے۔

(۹) ويذكروااسم الله فى أيام معلومات على مارزقهم من بهيمة الأنعام فكلوا منها وأطعموا البائس الفقير ثم ليقضوا تفثهم وليوفوا انذورهم وليطوفوا بالبيت العتيق. (سورۃ الحج آیت نمبر ۲۸/۲۹)

بعض مفسرین نے آیت بالا سے اس طرح استدلال کیا ہے کہ: ”وليوفوا

نذورھم' ' سے مراد قربانی وغیرہ ہے اور اس سے پہلے ''فکلوا منھا '' مذکور ہے اور ''ولیطّوفوا بالبیت العتیق'' کا اس پر عطف ہے تو اس آیت کے مفہوم کا مقتضیٰ یہ ہوا کہ جو ایام طوافِ زیارت کے ہیں وہی قربانی کے بھی ہوں کیونکہ طواف زیارت کا حکم ایام قربانی کے ساتھ مقید ہے لہٰذ جب ایام طواف دس، گیارہ، بارہ ذی الحجہ ہیں تو ایام قربانی بھی یہی تین دن ہوں گے چنانچہ ملاّ جیون نے اس کو تفسیرِ احمدی میں بحوالہ ''ہدایہ'' ذکر کیا ہے ''وبھٰذہ الآیة تمسک صاحب الهداية في أن وقت طواف الزيارة أيام النحر حيث قال: ''وقته' أيام النحر لأن اللّٰه تعالى عطف الطواف على الذبح حيث قال: فكلوا منهاثم قال وليطوفوا بالبيت العتيق فكان وقتهماواحدا'' انتهى

(التفسیرات الاحمدیہ للشیخ العلامۃ احمد المعروف بملا جیون: سورۃ حج آیت نمبر ۲۹، ص ۴۳۴، الھدایہ: ج ا، ص ۲۵۲)

مندرجہ بالا تمام تر اقتباساتِ تفاسیر سے ایک منصف مزاج اور غیر متعصب شخص بالآخر اسی نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ ''ایام معدودات'' سے ایامِ نحر، دسویں، گیارہویں، اور بارہویں، ذی الحجہ مراد لینے والے حضرات مفسرینِ صحابہ و تابعین کی تعداد زیادہ ہے جب کہ ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں کے قائلین ان کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہیں،

لہٰذا ایام قربانی کے حوالہ سے چار دنوں پر زور یہ صرف اور صرف غیر مقلدین کی ریشہ دوانیوں کا نتیجہ اور رہینِ منت ہے بلکہ یہ کہا جائے کہ یہ تو سراسر اجماعِ امت کے خلاف ہے جیسا کہ اس کی تفصیل آئندہ صفحات میں بعنوان ''ایام قربانی ازروئے اجماعِ امت'' میں آ رہی ہے۔

مسئلۂ ایامِ قربانی احادیث کی روشنی میں

(۱)عن ابن عمرؓ أن النبی ﷺ قال:" لایأ کل أحدکم من لحم اضحیتہٖ فوق ثلاثۃ أیام".

(جامع الترمذی ج:۱،ص۲۷۷۔صحیح البخاری ج:۲،ص۸۳۵۔صحیح المسلم ج:۲، ص:۱۵۸،سنن النسائی: ج۲،ص۱۸۴)

ترجمہ:حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ کھاؤ۔

(۲) عن أبی عبید قال:" شهدت العید مع علی بن أبی طالب رضی اللّٰہ عنه فبدأ بالصلٰوۃ قبل الخطبة وقال:(أن رسول اللّٰہ ﷺ نهیٰ أن نأ کل من لحوم نسکنا بعدثلاث")۔(صحیح المسلم ج:۲،ص۱۵۷،سنن النسائی:ج۲،ص۱۸۴۔صحیح البخاری ج:۲،ص۸۳۵)

ترجمہ:حضرت ابو عبید نے بیان کیا ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید میں حاضر ہوا تو انہوں نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی پھر خطبہ میں لوگوں سے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو منع کیا ہے کہ ہم اپنی قربانی کا گوشت تین دن کے بعد تک کھائیں۔

(۳)عن جابر بن عبد اللّٰہ قال:" کنا لانمسک لحوم الاضاحی "فوق ثلاث" فأمرنا رسول اللّٰہ ﷺ أن نتزود منها ونأ کل منها یعنی فوق ثلاث".

(صحیح المسلم ج:۲،ص۱۵۸،سنن النسائی: ج۲،ص۱۸۴)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ہم لوگ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ تک نہیں روکتے تھے پھر آپ ﷺ نے ہم لوگوں کو حکم دیا کہ ہم اس کو تین دن کے بعد بھی جمع کریں اور کھائیں۔

(۴) عن ابن خباب أن أبا سعيد الخدری رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قدم من سفر فقدَّم إليه أهلهٗ لحماً من لحوم الأضاحی فقال: " ما أنا باكله حتى أسأل" فانطلق إلى أخيه لأمه قتادة بن النعمان وكان بدريا فسأله عن ذٰلك وقال: " أنه قد حدث بعدك أمر نقضاً لما كانوا نهوا عنه من أكل لحوم الأضاحی فی بعد (ثلاثة أيام)" .

(سنن النسائی: ج ۲، ص ۱۸۴، صحیح المسلم ج: ۲، ص ۱۵۹، صحیح البخاری: ج ۲، ص ۸۳۵،)

ترجمہ: حضرت خباب نے بیان کیا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ جب سفر سے واپس آئے تو آپ کے گھر والوں نے آپ کے سامنے قربانی کا گوشت پیش کیا تو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس گوشت کو نہیں کھاؤنگا جب تک میں اس کے متعلق دریافت نہ کرلوں پھر وہ اپنے بھائی قتادہ بن نعمان (جو کہ بدری صحابی تھے) کے پاس گئے اور اس گوشت کے حکم کے بارے میں معلوم کیا تو انہوں نے فرمایا تمہارے جانے کے بعد ایک نیا حکم ملا ہے اور لوگوں کو جو "تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کر دیا گیا تھا" وہ حکمِ سابق اب منسوخ ہو چکا ہے۔ (لہٰذا اب تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھایا جاسکتا ہے)۔

(۵) عن ابن بريدة عن أبيه قال: قال:" رسول اللّٰه ﷺ إنی كنت نهيتكم عن ثلاث :.........ونهيتكم عن لحوم الأضاحی

بعد ثلاث فکلو منها و امسکو ا ما شئتم" الخ.

(سنن النسائی: ج۲،ص۱۸۴،صحیح المسلم: ج۲،ص۱۵۹، جامع الترمذی: ج۱،ص ۲۷۷، المسند احمد: ج۱،ص۴۵۲،)

ترجمہ: حضرت بریدہ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں تین چیزوں سے روک رکھا تھا جن میں ایک امرِ ذیل ہے ''میں نے تین دن کے بعد قربانی کے گوشت کو جمع کرنے سے منع کیا تھا لہٰذا اب ان میں سے کھاؤ اور جو چاہو جمع کرو''

(۶) عن عائشة قالت: الضحية كنا نملح منها فنقدم به الى النبى ﷺ با لمدينة فقال: لاتأ كلوا إلا ثلاثة أيام وليست بعزيمة ولكن أرادأن يطعم منها والله أعلم.

(صحیح البخاری: ج۲،ص۸۳۵، المسند احمد: ج۶،ص۱۰۶/۱۳۶)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہم قربانی کے گوشت میں نمک لگا کر (اس کو سکھا کر) رکھ دیتے تھے پھر اسی کو مدینہ میں نبی کریمؐ کی خدمت میں بھی پیش کرتے تو آنحضورؐ نے فرمایا کہ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ کھاؤ اور آنحضورؐ کا یہ حکم بطور وجوب نہیں تھا لیکن آنحضورؐ کا مقصد یہ تھا کہ اس گوشت میں سے کھلایا جائے۔

(۷) عن سلمة بن الاكوع قال قال النبى ﷺ:" من ضحّىٰ منكم فلا يُصبِحَنَّ بعد ثالثة وبقى فى بيته منه شئ "فلما كان العام المُقبِلُ قالوا يارسول الله نفعل كما فعلنا العام الماضى قال:" كلوا واطعموا وادّخروا فان ذٰلك العام كان بالناس جهد فأردت أن تعينوا فيها". (صحیح البخاری: ج۲،ص۸۳۵، صحیح المسلم: ج۲،ص۱۵۹)

ترجمہ: حضرت سلمہ بن اکوع نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے تم میں سے قربانی کی تو تیسرے دن کے بعد صبح کو اس کے گھر اس قربانی کے گوشت میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہنا چاہئے (کھالو اور تقسیم کردو) پھر جب آئندہ سال (دوسرا سال) ہوا تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اس سال بھی وہی کریں جیسے گذشتہ سال کیا تھا (کہ تین دن سے زائد قربانی کا گوشت منع تھا) آپ ﷺ نے فرمایا (نہیں) کھاؤ کھلاؤ اور جمع کرو (تم کو اختیار ہے) گذشتہ سال لوگوں پر مشقت تھی (قحط تھا) اس لئے میں نے چاہا کہ تم اس مشقت میں لوگوں کی مدد کرو۔

(۸) عن عبد اللّٰہ بن واقد قال: "نھیٰ رسول اللّٰہ ﷺ عن أکل لحوم الضحایا بعد ثلاث". (صحیح المسلم: ج۲،ص۱۵۸)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن واقد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کردیا۔

(۹) عن نبیشۃ رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: "إنا کنا نھیناکم عن لحومھا أن تاکلوھا فوق ثلاث لکی تسعکم جاء اللّٰہ بالسعۃ فکلوا وادّخروا واتّجروا". (سنن ابی داؤد: ۳۸۹، وابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے تم لوگوں کو تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے روک دیا تھا تاکہ تم پر کشادگی ہو جب اللہ جل شانہ نے وسعت وفراخی پیدا کردی ہے تو اب کھاؤ جمع کرو اور تجارت کرو۔

احادیث مذکورہ کا مطلب

ان احادیثِ مذکورہ کو صحیح بخاری ومسلم کے علاوہ محدثین کرام کی ایک کثیر

تعداد نے مختلف صحابہ کرام سے مختلف صحیح سندوں سے نقل کیا ہے، احادیثِ مذکورہ میں دو قسم کا حکم ہے (۱) تین دن کے بعد قربانی کے گوشت کے استعمال کی ممانعت (۲) تین دن کے بعد استعمال کی اجازت لہٰذا حکمِ اول ''ممانعت'' منسوخ، اور حکمِ ثانی اجازت ناسخ ہوا جیسا کہ فتح الملہم میں اس کی صراحت ہے ''وإن هذا الحديث مما صرح فيه النبي ﷺ بالناسخ والمنسوخ كليهما.

(تکملہ فتح الملہم: ج۳، ص۵۸۳)

لہٰذا اس سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ ابتداء میں تنگی کے پیشِ نظر ذخیرہ اندوزی کی ممانعت کا حکم دیا گیا تھا کہ صرف تین دن تک کھانے کے بقدر جمع کیا جاسکتا ہے باقی صدقہ کردیا جائے تاکہ دیہات وغیرہ سے آنے والے بے سہارا لوگوں کی مدد ہوسکے لیکن جب وسعت پیدا ہوگئی اور اس چیز کی ضرورت ہی نہ رہی تو آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی کہ قربانی کرنے والے جتنے دن گوشت رکھنا چاہیں رکھ سکتے ہیں۔

درج بالا روایات سے تین دن پر استدلال

اس باب کی تمام احادیث میں ''فوق ثلاث'' یا اس کے ہم مثل لفظ مذکور ہے جس سے یہ بات پوری طرح عیاں ہے کہ ایام قربانی صرف تین دن ہے اگر قربانی کا وقت چوتھے دن تک ہوتا تو ان احادیث میں ''فوق ثلاث'' کے ذکر کرنے کا کوئی مقصد ہی نہیں ہوتا جیسا کہ صاحبِ اعلاء السنن ان احادیث کی شرح میں فرماتے ہیں ''وهو يدل على كون التضحية موقتة بثلاثة أيام ولو جازت إلى آخر أيام التشريق أو إلى آخر الشهر لم تكن لنهي عن الادخار فوق ثلاث معنىً فكيف يجوز في وقت لا يجوز ادخار الأضحية إليه. (اعلاء السنن: ج۱۷، ص۲۳۸، والمغنی: ج۹، ص۳۵۹، مکتبہ دار الفکر)

ایامِ قربانی اور آثارِ صحابہؓ

چونکہ آپؐ کی رسالت پوری نوع انسانی کے لئے تھی اور آپ سارے عالم کے لئے بطورِ معلم مبعوث فرمائے گئے تھے اور یہ امر تقریباً ناممکن تھا کہ آپؐ بذاتِ خود عالمِ انسانیت کو پیغامِ خداوندی سے رمزِ آشناء کرسکیں، اسی بنا پر آپؐ نے اپنے اصحاب کو (جو کہ آپؐ کے علوم کے حامل، اوصاف نبوی سے آراستہ اور صحیح معنوں میں خلافت و نیابت کے فرائض کی انجام دہی کے مستحق تھے اور جنہیں منجانب اللہ آپؐ کی صحبت کے لئے باستثنائے انبیاء تمام انسانوں میں سے منتخب کیا گیا تھا) حجۃ الوداع کے موقع پر سند اجازت مرحمت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ''فلیبلغ الشاھد الغائب. سنو جو لوگ حاضر ہیں اور بارگاہِ نبویؐ سے مستفید ہو چکے ہیں اس امانت کو ان تک پہنچادیں جو بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر کسبِ فیض نہ کر سکے، (بخاری شریف) اس سے یہ بات محقق ہوگئی کہ صحابہ کرام کے اقوال وافعال بارگاہ نبوی سے سند یافتہ ہیں جس کا مزید ثبوت آپؐ کے اس فرمان سے بھی مترشح ہوتا ہے ''أصحابی کالنجوم فبأیھم اقتدیتم اھتدیتم '' اسی بناء پر محدثینِ کرام نے صحابہ کرام کے ان اقوال کو جن میں اجتہاد و قیاس کا کوئی دخل نہیں بمنزلہ حدیثِ مرفوع، قرار دیا ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دھلویؒ مقدمۂ مشکوٰۃ میں (ص ۴،) پر رقم طراز ہیں۔

والرفع قد یکون صریحاً وقد یکون حکماً......وأما حکماً فکإخبار الصحابی الذی لم یخبر عن الکتب المتقدمه مالا مجال فیه للاجتھاد وعن الأحوال الماضیة کإخبار

الأنبياء أو الآتية كالملاحم والفتن وأهوال يوم القيمة أو عن ترتب ثواب مخصوص أو عقاب مخصوص على فعل فإنه لاسبيل إليه إلا السماع عن النبي صلى الله عليه وسلم. (مقدمہ مشکوٰۃ: ص ۳)

ترجمہ:۔حدیث مرفوع کے رفع کی دو صورتیں ہیں (۱) صراحۃً رفع ہو (۲) حکماً رفع ہو، جہاں تک حکماً رفع کا تعلق ہے تو وہ اہل کتاب کی گذشتہ کتابوں سے روایت نہ کرنے والے صحابی کی وہ مرویات ہیں جن میں قیاس واجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں اب چاہے ان کی وہ مرویات گذشتہ احوال وواقعات سے متعلق ہوں مثلاً انبیائے سابقین کے احوال وقصص سے متعلق ان کی کوئی روایت ہو، یا آئندہ پیش آنے والے معرکوں فتنوں یا روزِ قیامت کی ہولناکیوں سے ان کا تعلق ہو یا ان کی وہ روایت کسی مخصوص فعل وعمل پر ثواب وعقاب سے متعلق ہو، بہر صورت ان کی وہ مرویات حکماً مرفوع ہیں کیونکہ حضور ﷺ سے سنے بغیر ان امور سے واقفیت وشناسائی کی کوئی راہ نہیں ہے۔

(۱) مالک عن نافع أن عبد الله بن عمرؓ قال: "الأضحى يومان بعد يوم النحر".

(مؤطا امام مالک باب التضحیہ عمافی بطن المرأۃ: ص ۱۸۸، سنن کبریٰ: ج ۹، ص ۲۹۷، معرفۃ السنن والآثار: ج ۱۴، ص ۱۹۱۱۷، الاستذکار: ج ۱۵، ص ۱۹۷)

ترجمہ: امام مالکؒ نے حضرت نافع سے انہوں نے عبداللہ ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا قربانی یوم النحر کے بعد دو دن اور ہے۔

(۲) وثنا مالك أنه بلغه أن عليؓ يقول: " الأضحى يومان بعد يوم الأضحى".

(مؤطا امام مالک: ص ۱۸۸، سنن کبریٰ للبیہقی: ج ۹، ص ۲۹۷، الاستذکار: ج ۱۵، ص ۱۹۷، الروض النظیر: ج ۳، ص ۳۲۲، المجموع: ج ۸، ص ۲۰۴، المغنی: ج ۸، ص

۶۳۸، المحلی: ج ۷، ص ۲۷۵، کشف الغمۃ: ج ۲، ص ۲۸، تفسیر ابن کثیر: ج ۱، ص ۲۴۵)

ترجمہ: امام مالکؒ نے اس حدیث کو حضرت علیؓ تک پہونچا کر نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کے بعد قربانی کے دو دن اور ہیں (کل تین دن ہیں)۔

(۳) قال: نافع سأل أبو سلمة عبد الله بن عمرؓ بعد النحر بيوم فقال:" إني بدألي أن أضحي "فقال إبن عمرؓ:" من شاء فليضح اليوم ثم غداً". (سنن کبریٰ للبیہقی: ج ۹، ص ۲۹۷)

ترجمہ: حضرت نافع نے بیان کیا کہ ابو سلمہ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے یوم النحر کے بعد ایک دن قربانی کرنے کے بارے میں پوچھا کہ کیا میں اس دن قربانی کرسکتا ہوں تو حضرت عمرؓ نے فرمایا جو اس دن قربانی کرنا چاہے کرے اور اس کے ایک دن بعد بھی کرسکتا ہے۔

(۴) عن قتادة عن أنسؓ قال:" الذبح بعد النحر يومان".
(سنن کبریٰ للبیہقی: ج ۹، ص ۲۹۷)

ترجمہ: حضرت قتادہ نے حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یوم النحر کے بعد قربانی دو دن اور ہے۔

(۵) وقد ذكر الطحاوي في أحكام القرآن بسند جيد عن ابن عباس رضي الله عنهما قال:" الأضحى يومان بعد يوم النحر".

(الجوہر النقی: ج ۲، ص ۲۴۲ / الجوہر النقی علی ہامش السنن الکبریٰ باب من قال الاضحیٰ جائز یوم النحر وایام منیٰ: ج ۹، ص ۲۹۶)

ترجمہ: امام طحاویؒ نے احکام القرآن میں انتہائی عمدہ سند کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ قربانی یوم النحر کے بعد دو دن اور ہے۔

(٦) من طريق ابن أبی ليلی عن المنهال بن عمر وعن زرّ عن علی رضی الله عنه قال:" النحر ثلاثة أيام أفضلها أولها".

(المحلی بالآثار: ج ٦،ص ٤٠، اعلاء السنن: ج ١٧،ص ٢٣٥)

ترجمہ: حضرت ابن ابی لیلی کے طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا قربانی تین دن ہے ان میں سب سے افضل پہلا دن ہے۔(اس حدیث کے ایک راوی ابن ابی لیلیٰ ہیں محدثین نے ان کے بارے میں حسن الحدیث لکھا ہے۔ اعلاء السنن)

(٧) ومن طريق ابن أبی شيبة نا جرير عن منصور عن مجاهد عن مالک بن ماعز أو ماعز بن مالک الثقفی ان أباه سمع عمر رضی الله عنه يقول:"إنما النحر فی هذه الثلاثة الأيام".

(المحلی بالآثار: ج ٦،ص ٤٠، اعلاء السنن)

ترجمہ: حضرت مالک بن ماعز نے بیان کیا کہ ان کے والد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ یقیناً قربانی انہیں تین دن میں منحصر ہے۔

(اس حدیث کی سند میں ایک راوی مالک بن ماعز ہیں ان کے بارے میں صاحب اعلاء السنن نے لاعلمی کا اظہار کیا ہے لیکن انہوں نے مقدمہ میں ذکر کیا ہے کہ مجاہدؒ کے مراسیل عمدہ ہوتے ہیں کیونکہ وہ ثقہ لوگوں ہی سے روایت کرتے ہیں اور ہر کس و ناکس سے حدیث نہیں لیتے، اور خیر القرون کی جہالت حدیث کو لینے کے سلسلے میں ہمارے لئے مضر نہیں ہے، اعلاء السنن)

(٨) ومن طريق ابن أبی شيبة نا هشيم عن أبی حمزة عن حرب ابن ناجية عن ابن عباس رضی الله عنه قال:" النحر ثلاثة أيام". (المحلی بالآثار و اعلاء السنن)

ترجمہ: ابن ابی شیبہ کے طریق سے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایام قربانی تین دن ہے۔

(اس سند میں ایک راوی ابوحمزہ ہیں وہ عمران بن عطاء قصاب واسطی ہیں جو مسلم شریف کے رواۃ میں سے ثقہ راوی ہیں، التھذیب: ج ۸، ص ۱۳۵)

(۹) من طریق عن ابن أبی لیلی عن المنهال عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللّٰه عنه النحر " ثلاثة أیام".

(المحلی بالآثار، اعلاء السنن)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیرؒ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ "قربانی تین دن ہے"۔

(یہ حدیث حسن اور عمدہ ہے اس وجہ سے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث جو ابھی گذری ہے وہ اس کے لئے مشاہد ہے، اعلاء السنن)

(۱۰) ومن طریق وکیع عن عبداللّٰه بن نافع عن أبیه عن ابن عمر رضی اللّٰه عنه قال:" ماذبحت یوم النحر والثانی والثالث فهی الضحایا". (اعلاء السنن: ج ۱۷، ص ۲۳۵، المحلی: ج ۶، ص ۴۰)

ترجمہ: حضرت وکیع کے طریق سے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں فرمایا جو جانور یوم النحر کو ذبح کیا گیا ہو اور اسی طرح دوسرے اور تیسرے دن تو وہ قربانی کے ہی جانور ہیں۔

(۱۱) ومن طریق ابن أبی شیبة عن اسماعیل بن عیاش عن عبید اللّٰه بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضی اللّٰه عنه قال: "الأضحی یوم النحر ویومان بعدہٗ". (المحلی بالآثار، اعلاء السنن)

ترجمہ: حضرت ابن ابی شیبہ کے طریق سے نقل ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قربانی یوم النحر (پہلے دن) اور دو دن اس کے بعد ہے۔

(اس حدیث کے دو راوی اسماعیل بن عیاش اور عبید اللہ ابن عمر پر بعض محدثین نے کلام کیا ہے لیکن اس سے حدیث کی صحت پر کوئی نقص نہیں ہوتا کیونکہ اسی سند سے امام مالک نے بھی نقل کیا ہے جیسا کہ متنِ حدیث میں مذکور ہے جو کہ اصح الاسانید ہے اور اس کو قوت پہونچانے کے لئے دو طریق اور ذکر کئے گئے ہیں اللہ تبارک وتعالی ابن حزمؒ کے ساتھ خیر کا معاملہ فرمائے کہ انہوں نے ان دونوں طریق پر کلام شاید اس وجہ سے کیا کہ وہ امام مالک کے طریق سے غافل تھے۔ (اعلاء السنن)

(۱۲) ومن طريق ابن أبى شيبة نا زيد بن الحباب أن معاوية بن صالح حدثني أبو مريم سمعت أبا هريرة رضى الله عنه يقول: "الأضحى ثلاثة أيام". (حوالہ بالا)

ترجمہ: حضرت ابن ابی شیبہ کے طریق سے منقول ہے کہ معاویہ ابن صالح نے کہا کہ ابو مریم نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قربانی صرف تین دن ہے۔

(اس حدیث کے ایک راوی معاویہ ابن صالح ہیں جو کہ مسلم شریف کے رواۃ میں سے ہیں دوسرے راوی ابو مریم ہیں ان کے بارے میں محدثین کی رائے ہے کہ وہ ثقہ ہیں چنانچہ امام احمدؒ نے فرمایا کہ ابو مریم جن سے معاویہ ابن صالح نے روایت کی ہے وہ ہمارے نزدیک معروف ہیں کہ میں نے اہلِ حمص کو دیکھا کہ وہ لوگ ثقہ ہونے کے سلسلے میں ان کی مدح سرائی کر رہے تھے اور عجلیؒ نے بیان کیا ہے کہ ابو مریم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں جو کہ ثقہ ہیں۔ (التھذیب: ج ۱۲، ص ۲۲۲) علامہ ابن حزمؒ نے ان پر مجہول ہونے کا حکم لگا کر خطاء کی ہے۔ (اعلاء السنن)

(۱۳) ومن طريق وكيع عن شعبة عن قتادة عن أنس رضي الله عنه قال: " الأضحى يوم النحر ويومان بعدهٗ". (حوالہ بالا)

ترجمہ: حضرت وکیع کے واسطے سے منقول ہے کہ حضرت قتادہؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قربانی یوم النحر اور اس کے بعد دو دن ہے۔

اس حدیث کی سند کو علامہ ابن حزمؒ نے خود ہی صحیح قرار دیا ہے لیکن بقیہ طرق پر کلام کیا ہے جس کا جواب اعلاء السنن اور التہذیب وغیرہ کے حوالے سے دیدیا گیا ہے اور محدثین کی جانب سے علامہ ابن حزمؒ پر کیے گئے رد کو متعلقہ حدیث کے تحت بیان گیا ہے، علامہ ابن حزم نے احادیثِ مذکورہ میں سے صرف حضرت انسؓ کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بقیہ دیگر روایتوں کو درجۂ صحت سے فروتر گمان کیا ہے اور ان کی تضعیف کی ہے۔

جبکہ صاحب اعلاء السنن حضرت مولانا ظفر احمد تھانویؒ نے علامہ کے اس قول کی تردید کی ہے اور فرمایا کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی روایت اصح الاسانید، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی روایت سند جید اور حضرت علیؓ کی روایت سندِ حسن سے منقول ہے اور رہی حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عمرؓ کی روایتیں تو انہیں بھی حضرت نے مذکورہ احادیث کی سند کے مماثل قرار دیا ہے، لہٰذا ابن حزم کا انہیں ضعیف قرار دینا درست نہیں ہے۔

اسی طرح علامہ ابن حزمؒ نے حضرت ابن عباسؓ کی اس روایت کو جس میں ایام قربانی کا تین دن ہونا مذکور ہے ان کی اس روایت کے خلاف قرار دیا ہے جو کہ بطریق محمد ابن المثنی حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایامِ معلومات سے مراد دسویں ذی الحجہ اور تین دن اس کے بعد ہے پھر فرمایا کہ ایسا ہی میری کتاب میں مذکور ہے میں اس کے بارے میں نہیں جانتا شاید کسی کا وہم ہے۔

یہاں بھی صاحب اعلاء السنن نے علامہ ابن حزم پر نکیر کی اور کہا کہ محض

روایات سے کوئی رائے قائم نہیں کی جاسکتی جب تک کہ اس کی سند صحیح نہ ہو، اور علامہ نے اس کے بارے میں خود ہی لاعلمی کا اعتراف کیا ہے اور کہا ہے شاید کسی کا وہم ہو لہٰذا ایک معروف السند روایت جس کا متابع بھی موجود ہے غیر معروف روایت سے موازنہ کرنا قطعاً غیر مناسب ہے،

مزید براں جبکہ ہم نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے بسندِ حسن دو روایتیں پیش کی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ایامِ قربانی تین دن ہے اور امام طحاویؒ نے بھی احکام القرآن میں حضرت ابن عباسؓ کے حوالے سے بسندِ جید نقل کیا ہے کہ ''ان الاضحیٰ یومان بعد یوم النحر '' کہ قربانی یوم النحر کے بعد دو دن ہے پس حضرت ابن عباسؓ کی ان مرویات کو ایک ایسی روایت کے معارض قرار دینا جس کا علامہ نے خود ہی اعتبار نہیں کیا اور وہم کا اندیشہ ظاہر کیا ہے کیسے درست ہوسکتا ہے۔

(اعلاء السنن: ج ۱۷، ص ۲۳۸)
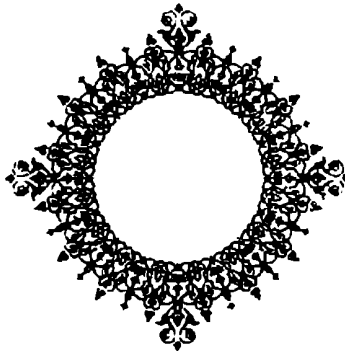
ایامِ قربانی از روئے اجماعِ امت

احکامِ شرع کے مستدلات میں سے ایک اہم اور بنیادی مستدل اور دلائلِ شرعیہ میں سے ایک مضبوط دلیل اجماع ہے جوکہ امتِ محمدیہ **علی صاحبها الصلوة والسلام** کی شرافت وکرامت اور عزت وحرمت کے پیشِ نظر صرف اسی امت کے ساتھ خاص ہے اور سابقہ امتوں میں سے کسی امت کے اجماع کو درجۂ اعتبار کی سند حاصل نہیں ہوئی۔

اجماع کا ثبوت قرآن وحدیث سے: اجماع کے دلیلِ شرعی ہونے کا ثبوت قرآن وحدیث دونوں سے ہے چنانچہ باری تعالی کا ارشاد ہے "**ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ماتولّي ونصله جهنم، وسائت مصيراً**" (سورہ نساء آیت ۱۱۵ر) اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا "**ما راٰه المؤمنون حسناً فهو عند الله حسن وما رأوا سيئاً فهو عند الله سيئ**" (مسند احمد ج:۱، ص:۳۷۹) اور ایک حدیث میں ارشاد ہے "**لا تجتمع أمتي على الضلالة**"۔

رہا یہ مسئلہ کہ افرادِ امت میں سے کن لوگوں کا اجماع معتبر ہے تو اس سلسلے میں علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں بعض حضرات نے کہا کہ صحابہ کرام کا اجماع معتبر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "**أصحابي كالنجوم فبأيّهم اقتديتم اهتديتم**" اور بعض نے فرمایا کہ صرف اہلِ مدینہ کا اجماع معتبر ہے کیونکہ آپؐ نے ارشاد فرمایا "**ان المدينة تَنفِيْ خبثها كما تَنفِيْ الكير خبث الحديد**"

ترجمہ: مدینہ طیبہ اپنی گندگی کو اس طرح سے دور کرتا ہے جس طرح لوہار کی بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے، بہر حال علمائے احناف کے نزدیک اجماع کے معتبر ہونے کے لئے صالح مجتہدین کا ہونا کافی ہے خواہ وہ صحابۂ کرام میں سے ہوں یا تابعین اور اہلِ مدینہ میں سے۔

چنانچہ انہیں مسائل میں سے جن پر صحابۂ کرام اور انکے بعد امت کے سوادِ اعظم کا اجماع واتفاق رہا ہے مسئلۂ ایامِ قربانی بھی ہے جس کے تین دن ہونے پر عہدِ نبویؐ سے تا امروز توارث وتواتر کے ساتھ عمل ہوتا چلا آرہا ہے، لہٰذا غیر مقلدین کا ایام قربانی چار دن قرار دینا اس توارث کے خلاف ہے انہیں حدیث ''**لاتجتمع امتی علی الضلالة**'' کے آئینے میں اپنے موقف کا جائزہ لینا چاہئے کہ آیا وہ لفظ ''امتی'' کے مصداق سے خارج تو نہیں؟

ابن حزمؒ کی طرف سے خلافِ اجماع کا دعویٰ نا قابلِ قبول

علامہ ابن حزم ظاہریؒ نے ایامِ قربانی کے تین دن پر انعقادِ اجماع سے انکار کیا ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ تابعینؒ کی ایک جماعت (جن میں حضرت عطاء حسن بصری، عمر ابن عبد العزیز اور امام زہری رحمہم اللہ ہیں) کے نزدیک قربانی چار دن ہے اور جبکہ ابو سلمہ ابن عبد الرحمٰن اور سلیمان ابن یسار محرم کا چاند دیکھنے تک قربانی کرتے رہنے کے قائل ہیں لہٰذا ان حضرات کی مخالفت اجماع کے منعقد ہونے کے منافی ہے۔

صاحبِ اعلاء السننؒ علامہ ابن حزمؒ کے قول کی تردید کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں کہ اس سلسلے میں اصل بحث یہ ہے کہ اگر کسی مسئلے میں صحابۂ کرام کا اجماع ہو جائے اور تابعین کرام کا اس سے اتفاقِ رائے نہ ہو تو ان کا یہ اختلاف انعقادِ اجماع کے لئے مانع ہوگا یا نہیں؟

تو زیرِ بحث مسئلہ میں خود صاحب اعلاء السنن نے تفصیل ذکر کی ہے کہ اس سلسلے میں علماء کے چند اقوال ہیں، (۱) صحابہ کرام کے اجماع ہونے کے بعد تابعین کے عدم اتفاق کی بالکل پرواہ نہیں کی جائے گی اور امام احمد ابن حنبلؒ کا بھی یہی قول ہے، (۲) اگر اجلۂ تابعین جیسے علقمہؒ، مسروقؒ اور ان کے ہم پایہ جیسے سعید ابن میبّبؒ اور سوید ابن غفلہؒ کسی جزئی مسئلہ میں صحابہ کرام سے اختلاف رکھیں تو اجماع منعقد نہیں ہوگا بلکہ اس مسئلہ میں صحابہ و تابعین کی دو مختلف رائے ہوں گی کیونکہ ان حضرات کا تعلق طبقۂ ثانیہ سے ہے، اور تابعین میں سے جن حضرات کا نام ابن حزمؒ نے اجماع کی مخالفت کرنے والوں میں ذکر کیا ہے وہ اس پائے کے نہیں ہیں، بلکہ ان میں سے کچھ تو تیسرے اور ان میں سے بعض کا چوتھے اور بعض کا پانچویں طبقے سے تعلق ہے، لہٰذا ان کی مخالفت کے باوجود اجماع کے منعقد ہونے میں کوئی حرج نہیں، اور اگر بالفرض مجتہدین تابعین کی مخالفت کی وجہ سے اجماع کے عدم انعقاد کو تسلیم کر بھی لیا جائے تب بھی اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ صحابہ کرام کا قول تابعین کے قول کے مقابلے میں حجت ہے، اس لئے کہ صحابہ کرام احکامِ شرع کو اترتے ہوئے دیکھنے والے ہیں اور نبی کریمؐ کے صحبت یافتہ، اور فیضانِ نبوت سے براہ راست استفادہ کرنے والے ہیں۔

غیر معقول مسائل میں اقوالِ صحابہؓ کی حیثیت

ذیل میں مستند علمائے کرام کی کتابوں سے کچھ اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں جس سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جن امور میں اجتہاد و قیاس کا کوئی دخل نہیں ان میں صحابہ کرامؓ کے اقوال دراصل آپ علیہ السلام کی طرف ہی منسوب ہونگے اور یہ کہا جائے گا کہ انہوں نے آپؐ کے قول وعمل کو سامنے رکھ کر ہی یہ بات بیان کی ہے، لہٰذا اس باب میں ان کے اقوال علی الاطلاق حجت ہونگے۔

(۱) "والظاهر أنهم سمعو اذلک من رسول الله صلى الله عليه وسلم لأن أوقات العبادات والقربات لاتعرف إلا بالسمع". (بدائع الصنائع للکاسانی: ج۴،ص ۱۹۸، مکتبہ زکریا دیوبند)

ترجمہ: اور یہ بات زیادہ ظاہر ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپؐ سے اس کو سن کر ہی فرمایا ہوگا اس لئے کہ عبادتوں کے اوقات آپؐ سے سنے بغیر معلوم نہیں ہو سکتے۔

(۲) الأثار نص في الباب وهي في حكم المرفوع لأن مثل هذا لايقال بالرأي وكذا قال الشوكاني في "النيل" ج۴،ص ۳۵۹۔

ترجمہ: اس باب میں آثار نص اور حدیثِ مرفوع کے درجے میں ہیں کیونکہ اس قسم کی بات اپنی ذاتی رائے سے نہیں کہی جاسکتی اور علامہ شوکانیؒ نے بھی نیل الاوطار میں اسی کے مثل کہا ہے۔

(۳) والأثار الموقوفة في هذا في قوة المرفوع لأن أوقات العبادة لاتثبت بالقياس ويدل عليه حديث النهي عن ادخار لحوم الأضاحي فوق ثلاثة أيام أيضاً. (تکملہ فتح الملہم: ج۳،ص۵۵۱)

ترجمہ: آثارِ موقوفہ اس باب میں مرفوع کے درجے میں ہیں اس لئے کہ عبادت کے اوقات قیاس سے ثابت نہیں ہو سکتے اور حدیث نہی ادخار اس کی مؤید ہے۔

نوٹ: کسی ایسے مسئلے میں جس کے اندر اجتہاد وقیاس کے گھوڑے نہ دوڑائے جاسکتے ہوں اور اس باب میں ایک ہی صحابیِ رسول کا قول منقول ہو اور صحابہ کرام کا اس میں کوئی اختلاف مذکور نہ ہو تو اس قول پر عمل کرنا واجب ہے پھر اگر اس باب میں متعدد صحابہ کی کوئی ایک رائے ہو تو ظاہر ہے کہ اس وقت بدرجۂ اولی

عمل واجب ہوگا۔

ولاخلاف بين أصحابنا المتقدمين والمتأخرين أن قول الواحد من الصحابة حجة في مالا مدخل للقياس في معرفة الحكم فيه . (اصول سرخسی: ج ۲، ص ۱۱)

ترجمہ: ہمارے متقدمیں ومتاخرین اصحاب کے درمیان اس بات پر اتفاق ہے کہ کسی بھی صحابی رسول ؐ کا قول ان مسائل میں حجت ہے جس کا حکم جاننے میں قیاس کا کوئی دخل نہ ہو۔ (کیونکہ مقدار اور مدت کی صحیح تعیین کا علم اجتہاد و قیاس کے ذریعہ حاصل نہیں ہوسکتا۔)

خلاصۂ مبحث: مندرجہ بالا بحث کی ضرورت یہاں اس لئے پیش آئی تا کہ یہ بات ہمارے ذہن میں رہے کہ ایام قربانی بھی ان امور میں سے ہے جن کا تعلق قیاس اور عقل وفہم سے قطعاً نہیں ہے جیسا کہ کسی صاحب عقل پر یہ مخفی نہیں، لہذا اس باب میں ایام قربانی کے تعلق سے حضرات صحابہ ؓ کی تصریحات بھی دراصل ارشاداتِ نبوی کے حکم میں ہیں اور گویا حضرات صحابہ ؓ نے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہی ایام قربانی کی تعیین امت کے سامنے پیش کی۔

مسئلۂ ایام قربانی فقہاء کی نظر میں

فقہائے کرام کی قرآن و احادیث کے معانی و مفہوم پر گہری نگاہ ہوتی ہے اسکے رموز و اشارات اور منشاء سے بخوبی واقف ہوتے ہیں اور روایت حدیث کے ساتھ ساتھ درایت حدیث خاص طور پر ان کی ژرف نگاہی کا مرکز ہوتی ہے، ان حضرات نے تحدیث کے بجائے تفقہ کو ترجیح دی اور تحقیق و استخراج کو اپنی کاوشوں اور محنتوں کا مرکز و میدان بنایا جس کے نتیجہ میں احادیثِ شریفہ کی تہہ میں اتر کر لاکھوں مسائل کا استخراج و استنباط کیا اور بقیہ پیاسی امت کی راہ ہموار کر کے کتابوں کی شکل میں علوم و معارف کا بحرِ بے کراں اور چشمۂ فیاض تیار کر دیا جس سے رہتی دنیا تک یہ امت سیراب ہوتی رہے گی (فجزا هم الله أحسن الجزاء عن سائر المسلمين)

چنانچہ امامِ ترمذیؒ ان حضرات کی خدمت میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''الفقهاء وهم أعلم بمعاني الحديث '' کہ فقہائے کرام احادیث شریفہ کے معانی کو زیادہ جاننے والے ہیں، مسئلۂ ایام قربانی میں اکثر فقہاء تین دن کے قائل ہیں جیسا کہ صاحبِ جوہر النقی نے نوادر الفقہاء کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے ''وفي نوادر الفقهاء لابن بنت نعيم أجمع الفقهاء أن التضحية في اليوم الثالث عشر غير جائزة إلا الشافعيؒ فإنه أجاز فيه. (الجوہر النقی)

ترجمہ: علامہ ابن بنت نعیم کی نوادر الفقہاء میں مذکور ہے کہ امام شافعیؒ کے علاوہ تمام فقہائے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ تیرہویں ذی الحجہ کو قربانی جائز نہیں

مگر امام شافعیؒ نے تیرہویں ذی الحجہ میں قربانی کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔

قال أحمد: أيام النحر ثلاثة عن غير واحد من أصحاب رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم، وفي رواية قال خمسة من أصحاب رسول اللّه: ولم يذكر أنساً وهو قول مالك والثوري وأبي حنيفة.

وروي عن عليٌّ: آخر أيام التشريق وهو مذهب الشافعيّ وقول عطاء والحسن رحمه الله لأنه روي عن جبيربن مطعم أن النبيّ قال: " أيام منى كلهامنحر" ولأنها أيام تكبير وافطار فكانت محلاً للنحر كالأولين.

وقال ابن سيرين: لاتجوز إلافي يوم النحر خاصةً لأنهاوظيفة عيد فلاتجوز إلافي يوم واحد كأداء الفطرة يوم الفطر.

وقال سعيد بن جبير وجابر بن زيد كقول ابن سيرين في أهل أمصار وقولنا في أهل منى.

وعن أبي سلمة بن عبد الرحمن وعطاء بن يسارتجوز التضحية إلى هلال المُحرَّم.

وقال أبو أمامة بن سهل بن حنيف: " كان الرجل من المسلمين يشتري أضحية فيسمنها حتى يكون آخر ذي الحجة فيضحي بها". رواه الامام أحمدبإسنا ده وقال: " هذ الحديث عجيب" وقال: " أيام الاضحى التي أجمع عليها ثلاثة ايام"

(المغنی: ج۹ص ۳۵۸/۳۵۹ مکتبہ دارالفکر)

ترجمہ: صاحب مغنی علامہ ابن قدامہ نے ذکر کیا کہ امام احمد نے فرمایا ''ایام قربانی صرف تین دن ہیں جو متعدد صحابۂ کرام سے مروی ہے اور ایک دوسری

روایت کے مطابق پانچ صحابہؓ کرام اس کے قائل ہیں جن میں حضرت انسؓ نہیں ہیں (جب کہ ان سے بھی مروی ہے) اور مزید فرمایا کہ یہی حضرت امام مالک، حضرت سفیان ثوری اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کا مختار مذہب ہے''

اور حضرت علیؓ سے ایک روایت ہے کہ قربانی کا وقت آخر ایام تشریق تک ہے (یعنی چار دن) یہی حضرت امام شافعیؒ حضرت عطاءؒ اور حضرت حسن بصریؒ کا مذہب ہے اس وجہ سے کہ حضرت جبیر ابن مطعمؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے ارشار فرمایا ''ایام منیٰ'' پورا کا پورا قربانی کا وقت ہے اور اس لئے کہ جو دن تکبیرِ تشریق اور افطار کا ہو تو وہ قربانی کا دن ہوگا جیسے چوتھے دن سے پہلے دو دن (گیارھویں، بارھویں) قربانی کے دن ہیں کہ وہ یوم تکبیر اور یوم افطار ہیں جو قربانی کے دن ہیں اسی طرح چوتھا دن بھی ہے لہٰذا یہ بھی قربانی کے ایام میں سے ہوگا تو اس طرح کل چار دن ہو جائیں گے،

ابن سیرین کے یہاں قربانی صرف یوم النحر کے ساتھ خاص ہے اس لئے کہ وہی عید کا دن ہے لہٰذا قربانی بھی صرف اسی دن ہوگی جیسے صدقۃ الفطر کی ادائیگی (ان کے نزدیک) عیدالفطر کے ساتھ خاص ہے۔

سعید بن جبیر و جابر بن زید کا مذہب اہلِ شہر کے حق میں ابنِ سیرین کے مطابق ہے اور اہلِ منیٰ کے حق میں ہمارے مانند ہے۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور عطاء بن یسار کے نزدیک قربانی کا وقت محرم الحرام کے چاند دیکھنے تک ہے۔

ابو امامہ بن سہل بن حنیف قربانی کے جانور خریدتے اور اس کو خوب موٹا کرتے یہاں تک کہ ذی الحجہ کا مہینہ ختم ہونے کے قریب ہو جاتا تو اس کی قربانی کرتے۔

امام احمد نے اس حدیث کو سند کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ

حدیث عجیب وغریب ہے پھر فرمایا کہ ایام قربانی جس پر اجماع ہو چکا ہے وہ تین دن ہے۔

دراصل یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ جس کو علامہ بدرالدین عینی نے بھی عمدۃ القاری بشرح البخاری (ج ۱۴ص ۵۵۲) پر بالترتیب قلم بند کیا ہے مگر علامہ ابن عبدالبرؒ متوفی ۴۶۳ھ نے اپنی مشہور ومعروف کتاب الاستذکار: ج ۱۵،ص ۲۰۵ پر تحریر فرمایا۔ ہے کہ میرے نزدیک ان تمام اقوال میں سے صرف دو قول صحیح ہیں (۱) ایام قربانی صرف تین دن ہے (۲) ایام قربانی چار دن ہے باقی بے بنیاد ہیں جس کی کوئی اصل نہیں ''لایصح عندی فی ھٰذہ المسئلة الاقولان: أحدھما: قول مالک والکوفیین :''الأضحی یوم النحر ویومان بعدہٗ'' والاٰخر: قول الشافعیؒ والشامیین'' یوم النحر والثلاثة أیام بعدہٗ'' وھٰذان القولان قدرویا عن جماعة من أصحاب النبیؐ واختلف عنھم فیھما، ولیس عن أحد من الصحابة خلاف ھذین القولین فلا معنی للاشتغال بما خالفھمالأن ماخالفھمالاأصل لہٗ فی السنة ولا فی قول الصحابة فأخرج عن ھٰذین فمتروک لھما''.

(الاستذکار: ج ۱۵،ص ۲۰۵)

ترجمہ: میرے نزدیک اس مسئلے میں صرف دو قول صحیح ہے ایک قول امام مالکؒ اور اہل کوفہ کا کہ'' قربانی یوم عید الاضحیٰ اور دو دن اس کے بعد ہے اور دوسرا قول امام شافعیؒ اور اہل شام کا ہے کہ قربانی کا وقت یوم النحر اور اس کے بعد تین دن ہیں'' یہ دونوں اقوال صحابہ کرام کی جماعت سے علی الاختلاف منقول ہیں ان دونوں قولوں کے علاوہ کسی صحابی کا کوئی قول نہیں ہے لہٰذا ان کے علاوہ کی بحث میں لگنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے اس لئے کہ جس کے ذریعہ ان دونوں قولوں کی مخالفت کی گئی ہے احادیث پاک اور آثار صحابہ میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے لہٰذ جو

ان دونوں قولوں سے خارج ہو وہ متروک ہے۔

شیخ امام محمد بن اسماعیل صنعانی ''سبل السلام شرح بلوغ المرام: ج ۴، ص ۱۸۰'' پر اس مسئلے کی وجۂ اختلاف ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''سبب اختلافهم شيئان: أحد هما: الاختلاف في الأيام المعلومات ماهي في قوله تعالى ليشهدوا منافع لهم الأية ،قيل يوم النحر ويومان بعدهٗ وهوالمشهور،وقيل العشر الأول من ذى الحجة،

والسبب الثاني: معارضة دليل الخطاب في هذه الأية .

ترجمہ: اس مسئلے میں اہل علم کے اختلاف کی دو وجوہ ہیں۔

(۱) فرمان الٰہی ''ليشهدوا منافع لهم الخ '' میں مذکور ''ایام معلومات'' کی مراد میں اختلاف: چنانچہ اس سلسلے میں دو قول ہیں ایک یہ ہے کہ ایام معلومات سے مراد یوم النحر اور اس کے بعد دو دن ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ ذی الحجہ کے مہینہ کا پہلا عشرہ مراد ہے۔

(۲) اس آیت کی تفسیر میں دلائل کا تعارض ہے۔

حاصل بحث یہ ہے کہ اس مسئلے میں دو قول ہوئے پہلا قول (یعنی ایام قربانی صرف تین دن ہے) احناف، مالکیہ حنابلہ اور جمہور امت کا مذہب ہے جس کی وجوہِ ترجیح دلائل وشواہد کی روشنی میں ظاہر ہے۔ دوسرا قول غیر مقلدین کا ہے کہ ایام قربانی چار دن ہے۔

غیر مقلدین کا مستدل اور اس کے جوابات

غیر مقلدین نے ایام قربانی کے چار دن ہونے پر حدیث جبیر بن مطعمؓ سے استدلال کیا ہے:عن جبیر بن مطعم عن النبی ﷺ قال:" أیام تشریق کلھاذبح". (ابن حبان، مسند بزار، مسند احمد)

وجہ استدلال یہ ہے کہ آقائے دوعالم ﷺ نے پورے ایام تشریق کے تعلق سے "ذبح" کہا ہے، اور یہ بات اپنی جگہ مسلّم و طے شدہ ہے کہ ایام تشریق تیرہویں ذی الحجہ تک ہے لہٰذا حدیث بالا کی رو سے ایام قربانی بھی تیرہویں ذی الحجہ تک ہوں گے۔

حدیثِ بالا سے ان کے اس استدلال کا علمائے کرام نے مختلف جواب دیئے ہیں، ذیل میں انہیں بالتفصیل سپردِ قرطاس کیا جاتا ہے۔

(ا) ائمہ محدثین نے حدیث جبیر ابن مطعم پر تفصیلی کلام کیا ہے اس کے سند و متن میں اضطراب ہونے کی وجہ سے اس حدیث پر ضعف کا حکم لگایا ہے۔

اضطراب باعتبارِ سند

اس حدیث کی سند میں ایک راوی سلیمان ابن موسی ہیں جن کے متعلق سند میں سخت اختلاف ہوا ہے، چنانچہ صاحب جوہر النقی فرماتے ہیں "سلیمان ھذا امتکلم فیہ وحدیثہ ھذا اضطرب اضطرابا کثیرا بینہ صاحب الاستذکار وبیّنہ البیھقی بعضہ فی ھذا لکتاب.

(جوہر النقی حاشیہ سنن کبری:ج۹،ص۲۹۶)

ترجمہ: سلیمان بن موسی یہ متکلم فیہ ہیں اور ان کی اس حدیث میں سخت اضطراب ہے جس کو صاحب الاستذکار نے بیان کیا ہے اور امام بیہقیؒ نے بھی ان میں سے بعض کو اس باب کے تحت ذکر فرمایا ہے۔

سلیمان ابن موسی کے شیخ کون ہیں ان کی تعیین میں اختلاف ہے، چنانچہ مختلف سندوں سے مختلف باتیں معلوم ہوتی ہیں ذیل میں تمام سندوں کو ذکر کیا جاتا ہے تاکہ اضطراب سند واضح ہو جائے۔

(۱) فأحمد يرويه عن أبي المغيرة وأبي اليمان عن سعيد بن عبد العزيز عن سليمان بن موسى عن جبير بن مطعم.

(اس سند میں سلیمان ابن موسی کا براہ راست حضرت جبیر ابن مطعم سے حدیث لینے کا ثبوت ہو رہا ہے۔)

(۲) والترمذي يرويه عن عبد الملك ابن عبد العزيز عن سعيد بن عبد العزيز عن سليمان بن موسى عن عبد الرحمن بن أبي حسين عن جبير بن مطعم.

(امام ترمذی نے اس سند میں سلیمان ابن موسی کے شیخ عبدالرحمٰن ابن حسین کو قرار دیا ہے اسی طرح ابن حبان اور بزار نے بھی ذکر کیا ہے۔)

(۳) والدارقطني يرويه عن سويد بن عبد العزيز عن سعيد بن عبد العزيز عن سليمان بن موسى عن نافع بن جبير عن جبير بن مطعم.

(امام دارقطنی نے اس سند میں سلیمان ابن موسی کے شیخ نافع ابن جبیر کو قرار دیا ہے اسی طرح دارِقطنی نے ایک اور سند ذکر کی ہے،)

(۴) عن أبي سعيد حفص بن غيلان عن سليمان بن موسى عن عمرو بن دينار عن جبير بن مطعم.

(اس سند میں سلیمان ابن موسیٰ کے شیخ عمرو ابن دینار کو قرار دیا ہے۔)

(۵) والطبرانی یرویه عن حفص بن غیلان عن سلیمان بن موسی عن محمد بن المنکدر عن جبیر بن مطعم.

(طبرانی کی اس سند میں سلیمان ابن موسیٰ کے شیخ محمد ابن المنکدر کو قرار دیا ہے)۔

الغرض سلیمان بن موسیٰ کے شیخ کے سلسلے میں محدثین کے درمیان کافی اضطراب ہے جس سے صحیح قول تک رسائی تقریباً ناممکن ہے اور راویوں کا باہم اس قدر اختلاف وتعارض عدمِ ضبط پر دلالت کرتا ہے لہٰذا اس سند میں یہ ضعف پیدا ہو گیا ہے کہ حدیث مذکور اس سند سے غیر ثابت اور غیر محفوظ ہے۔

سندِ حدیث میں انقطاع

علامہ ابن حبانؒ نے ان تمام طرق میں سے صرف ابن ابی حسین کے طریق کو صحیح قرار دیا ہے اور امام بزارؒ نے بھی صرف اسی کو صحیح کہا ہے مگر اس پر منقطع ہونے کا حکم لگایا ہے "**وقال البزار فی مسنده:" لم یلق ابن أبی حسین جبیر ابن مطعمؓ فیکون منقطعاً".** (عمدۃ القاری، زیلعی: ج۱ ص ۴۹۸)

وقال ابن القیم فی الهدی:" إن حدیث جبیر بن مطعم منقطع لایثبت اصله".

علامہ ابن قیم نے "الہدیٰ" میں تحریر فرمایا کہ حدیث جبیر ابن مطعم منقطع ہے۔

اضطراب باعتبارِ متن

حدیث مذکور کو امام طبرانی نے بطریق سلیمان بن موسیٰ عن نافع بن جبیر عن ابیہ روایت کیا ہے جس میں "ایام تشریق" کا ذکر نہیں ہے اسی طرح سلیمان بن

موسی عن محمد بن المنکدر عن جبیر بن مطعم کے طریق میں بھی ''ایام تشریق'' کا ذکر نہیں ہے لہٰذا یہ حدیث غیر محفوظ ہوئی کیونکہ اس حدیث میں جب اس قدر اضطراب ہے تو اس سے استدلال کیسے درست ہوسکتا ہے؟

یہی حدیث حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے مگر اس پر بھی حدیثِ مذکور کے مانند محدثین نے کلام کیا ہے اور اس کی بھی سند میں اضطراب ہے۔

چنانچہ کبھی تو امام زہری حضرت سعید ابن میتب کے واسطے سے حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں اور کبھی امام زہریؒ سعید ابن المسیب کے واسطے سے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں جو عدم ضبط کی دلیل ہے بنابریں اس کو ابن ابی حاتم نے علل میں شمار کیا ہے ''و رواه ابن أبی حاتم فی العلل من طریق معاویه عن الزهری عن سعید ابن المسیب عن أبی سعیدنالخدریؓ. (اعلاء السنن، عمدۃ القاری)

اور اپنے والد ابو حاتم سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اس کو موضوع کہا ہے۔

اس حدیث کو علامہ ابن عدیؒ نے الکامل میں '' عن معاویه بن یحییٰ الصدفی عن الزهری عن ابن المسیب عن ابی سعیدنالخدریؓ'' کے طریق سے نقل کیا ہے، مگر علامہ عینی نے اس پر نقد کرتے ہوئے فرمایا کہ معاویہ بن یحیی الصدفی کو امام نسائی، علامہ ابن معین اور علی ابن مدینی نے ضعیف قرار دیا ہے

(عمدۃ القاری: ج ۱۴، ص ۵۵۲)

نیز اگر یہ کہا جائے کہ اس حدیث کو امام بیہقیؒ نے '' عن طلحة بن عمرو عن عطاء عن عبد الله ابن عباسؓ'' سے بھی نقل کیا ہے؟

تو اس کا جواب اولاً یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں طلحہ بن عمرو الحضرمی ہیں جس کو ابن معین، ابو زرعہ اور دار قطنی نے ضعیف قرار دیا ہے امام احمدؒ نے اس کو متروک کہا ہے اور امام ذہبی نے اس کو کتاب الضعفاء میں ذکر کیا ہے (جوہر النقی)

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ امام طحاوی نے خود انتہائی عمدہ سند سے حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ ''قربانی یوم عید الاضحیٰ کے بعد دو دن ہے'' لہٰذا حضرت ابن عباسؓ کی یہ حدیث جس میں ایام قربانی کے تین دن ہونے کی صراحت ہے اس حدیث کے مقابل ہو جائے گی جو حضرت ابن عباسؓ ہی سے مروی ہے لیکن اس میں چار دنوں کا تذکرہ ہے الغرض حضرت ابن عباسؓ سے تین دنوں کا تذکرہ سندِ جیّد سے اور چار دنوں کی صراحت سندِ ضعیف سے ہو رہی ہے لہٰذا ابن عباسؓ کی اسی روایت کو لیا جائے گا جس میں تین دن کا تذکرہ ہے اور سند جیّد سے ثابت ہے۔

اسی طرح حضرت علیؓ سے ایک روایت مذہبِ جمہور کے خلاف ہے مگر علامہ ابن قدامہ صاحب مغنی نے تحریر فرمایا ''**ولأنه قول من سمّينا من الصحابة ولا مخالف لهم إلا رواية عن عليؓ وقد رُوِيَ مثل مذهبنا**''

(المغنی: ج ۹، ص ۳۵۹)

یعنی حضرت علیؓ سے خود ہمارے مذہب کے مطابق روایت ہے، اس کے علاوہ ہمارے مذہب کے مطابق انتہائی عمدہ سند سے روایتیں ماقبل میں گذر چکی ہیں جن میں حدیث مؤطاء امام مالک ''**مالک عن نافع ان عبدالله ابن عمر قال الاضحى يومان بعد يوم النحر**'' سرِ فہرست ہے، امام بخاری نے اسے اصح الاسانید قرار دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ اصح الاسانید یہ ہے کہ مالک عن نافع عن ابن عمرؓ اس سے زیادہ قوی سند فنِ حدیث میں تقریباً محال ہے اور اس سند میں عبد اللہ ابن عمرؓ جلیل القدر صحابی ہیں ان کے بارے میں علامہ ذہبیؒ

لکھتے ہیں کہ وہ فقیہ اور احد الاعلام فی العلم والعمل تھے۔

(۲) اگر بالفرض ہم حضرت جبیر بن مطعم کی حدیث جو اس باب میں غیر مقلدین کی اصل اور بنیاد ہے یا حدیث ابو ہریرہؓ یا حدیث ابن عباسؓ جن سے ایام قربانی کے چار دن ہونے پر ان کا استدلال ہے تھوڑی دیر کے لئے قابل احتجاج مان بھی لیں تب بھی مدعی ثابت نہیں ہوگا،

اس لئے کہ اس حدیث میں یہ احتمال ہے کہ وہ منسوخ ہو کیونکہ جتنے صحابہ کرامؓ نے ایام قربانی کا ذکر کیا ہے سب نے متفقہ طور پر یہی بیان کیا کہ ایام قربانی صرف تین دن ہیں ہاں اگر چہ بعض صحابہ کرامؓ جیسے حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے اس کے خلاف منقول ہے مگر انہیں سے صحیح سند کے ساتھ یہ بھی منقول ہے کہ ایام قربانی تین دن ہے لہٰذا یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ چار دن کا حکم صحابہ کرامؓ کے اجماع سے منسوخ ہے کیونکہ صحابہ کرام نے آپؐ کے آخری حکم ہی کو اپنایا ہوگا جس پر خیر القرون سے اب تک توارث وتواتر کے ساتھ تعامل ہے،

(۳) اور حدیث جبیر بن مطعم جسے غیر مقلدین اپنا قوی اور اہم ترین مستدل سمجھتے ہیں اس میں اگر ذرا بھی دقتِ نظری سے کام لیا جائے تو وہ بھی غیر مقلدین کے مقصود کے خلاف ہوتی نظر آرہی ہے کیونکہ اس حدیث کی رو سے صاف مطلب یہ ہوگا کہ جس طرح ایام تشریق پانچ دن ہے اسی طرح ایام قربانی بھی پانچ دن ہوں حالانکہ غیر مقلدین حضرات چار دن کے قائل ہیں لہٰذا ان کا استدلال ہی درست نہیں ہوا صاحب مغنی نے اسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ''ویوم عرفة یوم التکبیر ولایجوز فیه الذبح '' کہ یوم عرفہ بھی ایام تشریق میں سے ہے حالانکہ اس روز قربانی کرنا جائز نہیں لہٰذا ان کا استدلال اس حدیث سے بھی درست نہیں ہو رہا ہے بقول شاعر: جس پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

اور اگر مزید باریک بینی سے کام لیا جائے اور تعصب سے بالاتر ہو کر

دیکھا جائے تو یہ حدیث ہم احناف کے موافق ہو جاتی ہے اس طور پر کہ یہ بات متعارف ہے کہ کہیں کہیں حقیقی معنی متروک ہو کر معنی مجازی مراد ہوتے ہیں معنی مجازی میں استعمال ہونے کے مختلف اسباب ہیں جن میں سے ایک سبب ظرفیت اور مظروفیت کا ہے کہ ظرف بول کر مظروف مراد ہوتا ہے، تو زیرِ بحث مسئلہ میں ایام تشریق ظرف اور ایام قربانی مظروف ہیں کیونکہ ایام تشریق پانچ اور ایام قربانی تین دن ہیں اور ہر بڑا اپنے چھوٹے کے لئے ظرف ہوتا ہے لہٰذا ایام تشریق بھی ایام قربانی کے لئے ظرف ہوں گے اور یہ کہا جائے کہ اس حدیث میں ظرف ایام تشریق بول کر مظروف ایام قربانی مراد لیا گیا ہے، اور روایت کا مطلب ''أیام التشریق أی أیام الاضحیة کلھاذبح'' ہے پس یہ غیر مقلدین کا نہیں بلکہ ہمارا مستدل ہے جیسا کہ ہر انصاف پسند اسے سمجھ سکتا ہے۔

ایام قربانی میزانِ عقل پر

قربانی کے تین دن ہونے کا ثبوت جس طرح قرآن ،حدیث اوراجماعِ امت سے ہے جیسا کہ اس کی تمام تر تفصیلات سطور بالا میں رقم کی گئیں اگر غور کیا جائے تو ذہنِ سلیم اور عقلِ فہیم بھی اسی قول کی مؤید ومرجح ہے۔

(ا) فقہاء کرام کی تشریحات کی روشنی میں ایام تشریق کے پانچویں دن تیرہویں ذی الحجہ کو حج سے واپسی کی شرعاً اجازت ہے جس سے یہ بات عیاں ہے کہ تیرہویں ذی الحجہ کا حکم گیارہویں اور بارہویں کی طرح نہیں بلکہ اس سے کہیں مختلف اور جداگانہ ہے ،وجہ ظاہر ہے کہ بارہویں اور گیارہویں کو واپسی کی اجازت نہیں بلکہ تیرہویں کو اجازت ہے تو اب تیرہویں ذی الحجہ کی حیثیت بجائے گیارہویں اور بارہویں کے چودہویں ذی الحجہ اوراس کے بعد آنے والے دیگر ایام کے مانند ہوگئی کہ ان ایام میں جب چاہیں حجاج کرام واپس ہوسکتے ہیں ،اور جب یہ بات طے ہوگئی کہ تیرہویں ذی الحجہ حج سے واپسی کی اجازت کے تعلق سے چودہویں ذی الحجہ اور اس کے بعد والے ایام کے مانند ہے تو جس طرح چودہویں ذی الحجہ یا اس کے بعد والے ایام ''ایام قربانی'' میں متفقہ طور پر شمار نہیں کیئے جاتے ٹھیک اسی طرح تیرہویں ذی الحجہ کو بھی ایام قربانی میں شمار نہیں ہونا چاہئے یہی عقل سلیم کا فیصلہ ہے ،جیسا کہ صاحب المنتقی کی مندرجہ ذیل عبارت سے یہ بات بالکل روزِ روشن کی طرح آشکارا ہے''**و دليلنا من جهة القياس أنه يوم مشروع النفر فلم يكن من أيام الذبح كالخامس**''۔

(المنتقی: ج۳،ص۹۹)

ترجمہ: اور ہماری دلیل از روئے قیاس یہ ہے کہ تیرہویں ذی الحجہ کو حج سے

واپسی کی اجازت ہے لہٰذا اس کا شمار ایامِ قربانی میں نہیں ہوگا جیسا کہ اس کے بعد والے ایام پانچواں دن وغیرہ ایام قربانی میں شمار نہیں ہوتا ہے۔

(۲) قربانی ان چیزوں میں سے ہے جس پر ''الأیــام'' کا اطلاق ہوتا ہے جو کہ جمع ہے اور جمع کا اقلِ فرد تین دن ہے لہٰذا الایام سے مراد تین دن ہوگا اس سے زائد نہیں اور یہی ہمارا مسلک ہے مفسرِ قرآن قاضی ابوبکر جصاص رازی اپنے شاہکار وشیریں الفاظ میں فرماتے ہیں ''وأیضـاًلـماثبت أن النحر فیمایقع عـلیه اسم الأیام وكان أقل مایتناوله اسم الأیام ثلاثة وجب أن یثبت الثلاثة'' (احکام القرآن: ج ۳، ص ۲۳۳)

ترجمہ: اور نیز جب یہ بات اپنی جگہ طے ہے کہ قربانی پر ''ایام'' کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ ایام (جو کہ جمع ہے) کا اقلِ فرد تین دن ہے لہٰذا قربانی کے ایام کا تین دن ہونا ضروری ہے۔

اور فقہ کا مشہور ضابطہ بھی ہے ''متی اتفقت فی الاقل واضطربت فی الزیادةیؤخذ بالأقل (قواعد الفقہ)

ترجمہ: کہ جب کم والی مقدار پر اتفاق ہو اور زیادہ والی مقدار میں اضطراب ہو تو اقل مقدار ہی کو لیا جائے گا،

اور احتیاط بھی قربانی کے تین دن ہونے ہی میں ہے جیسا کہ تکملہ فتح الملہم میں ہے ''ولاشک أن مـذهـب الجمهور أحوط'' بلاشبہ جمہور کے مذہب میں ہی زیادہ احتیاط ہے لہٰذا اسی کو اختیار کرنا اولی اور ارجح ہے، ان تمام تفصیلات وترجیحات اور حجج ودلائل کے باوجود اگر کوئی تسلیم نہ کرے تو اس سے یہی کہا جاسکتا ہے۔

آنکھیں اگر ہوں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور ہے کیا آفتاب کا

یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ اتباع سنت اور عمل بالحدیث کے دلکش دعووں، خوشنما صداؤں اور دلفریب نعروں کے باوجود انحراف سنت کے جو دل سوز نمونے دورِ حاضر کے نام نہاد غیر مقلدین نے پیش کیا ہے اس سلسلۃ الضلالۃ کا تعلق ماضی بعید کے گمراہ و بے راہ فرقہ ''خوارج'' سے ہے جن کا غیر منصفانہ رویہ تاریخ کے اوراق میں آج بھی موجود ہے وہ کسی مسئلے میں اپنی عقلِ خام وفہم نارسا سے ایک رائے قائم کر لیتے، اور اس پر اس حد تک اصرار کرتے کہ دوسرے کے قرآن وحدیث سے ثابت شدہ مسلک مختار کی تردید اور ان کے متبعین پر تبرا بازی ودشنام طرازی کے عملِ شیطانی سے بھی باز نہیں رہتے، بلکہ بسا اوقات دست درازی اور زدوکوب کی غیر معقول وغیر سنجیدہ قبیح حرکت سے اپنی ظاہری درندگی، باطنی خباثت اور غیر مسلکی عصبیت کا پختہ ثبوت فراہم کرتے، غرض یہ طرزِ ناروا اس فرقہ کا محبوب ترین مشغلہ بلکہ اس وقت ان کی یہ اصل شناخت تھی جس سے وہ جانے جاتے تھے۔

جب کہ میں نے شروع کتاب میں بعنوان ''حرف آغاز'' یہ بات رقم کردی ہے کہ علمائے امت کا متفقہ فیصلہ ہے ''فروعی اختلافی مسائل جن میں مختلف صورتیں سنت سے ثابت ہیں ان تمام صورتوں کو شرعا درست اور مبنی برحق وصواب سمجھنا لازم ہے، ہر چند کہ کسی امام کی تقلید میں کسی ایک ہی صورت پر عمل ہو، اپنے مسلک پر بے جا تشدد، اور دوسرے مسلک کے خلاف جارحانہ رویہ اپنانا انتہائی قابلِ مذمت ہے جیسا کہ علامہ ابن تیمیہ اپنے ''فتاوی'' میں رقم طراز ہیں:

الرابع التفرق والإختلاف المخالف للإجتماع والإيتلاف حتى يصير بعضهم يبغض بعضاً، ويعادٰ به ويحب بعضاً ويو اليه على غير ذات اللّٰه وحتى يفضى الامر ببعضهم الى الطعن واللعن والهمز

والـلـمـز ،وببـعـضـهـم الـى الإفتيال بالايدى والسلاح ،وببعضهم الى المهاجرة والمقاطعة حتى لايصلى بعضهم خلف بعض وهذا كله من اعظم الامر التى حرمها الله ورسوله. (الفتاوی لابن ابی تیمیہ: ج ۲۳، ص ۳۵۷)

ترجمہ: مسلمانوں کی اجتماعیت کو پارہ پارہ اوران کے باہمی الفت ومحبت کومکدر بنادینے والی فرقہ بندی وہ بھی اس حد تک کہ رضائے الٰہی کے خلاف باہم محبت ودشمنی ہونے لگے، کچھ لوگ آپسی لعن طعن، اور طنز وتشنیع میں مبتلا ہوجائیں، اور بعض ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ودست گریباں ہوجائیں، اور کچھ لوگ آپس میں قطع تعلق وترک کلام جیسی مہلک بیماری میں مبتلا ہوجائیں بلکہ نوبت بہ ایں جارسید کہ وہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز تک پڑھنا چھوڑ دیں یہ انتہائی خطرناک معاملہ ہے جسے اللہ اور پیغمبر اعظم ﷺ نے حرام کردیا ہے۔

قارئین ذرا آپ علامہ ابن تیمیہؒ کی مندرجہ بالا عبارت کو بغور پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ کیا علامہ ابن تیمیہؒ جو ان حضرات غیر مقلدین کے بھی بڑے اور متفق علیہ شخصیت تھے کی ذکر کردہ بے راہ روی مسلکی اختلاف کی بنیاد پر باہمی لعن طعن، طنز وتشنیع، دشنام طرازی دست درازی آج کے ان غیر مقلدین کا شیوہ اور ان کا طرۂ امتیاز نہیں ہے؟

بہرکیف حاصل بحث یہ ہے کہ ان تمام دلائل وشواہد کی روشنی میں یہ بات بالکل دو دو چار کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ مسلک جمہور ہی راجح اور قوی تر ہے، جمہور سلف وخلف کا اسی پر تعامل رہا ہے، آج بھی بجز چند لوگوں کے پوری امت ایام قربانی کو صرف تین ہی دن میں منحصر مانتی ہے اور اسی پر عمل پیرا ہے۔

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه. آمیــن

اظہار تشکر

بحمد اللہ اب سے ڈیڑھ صدی قبل سے پورے عالم میں بالعموم اور برصغیر میں بالخصوص قرآن وحدیث کی صحیح تعبیر وتشریح کے فرائض فضل خداوندی سے دارالعلوم اور اکابر دارالعلوم نے جس حسن وخوبی سے ادا کیا ہے اس کی نظیر عالم اسلام کے دیگر طبقے میں نایاب نہیں، تو کمیاب ضرور ہے، عہد رسالت اور مہبط وحی سے اس زمانی ومکانی بعد کے باوجود اسلام کی صاف وشفاف شبیہ کو جس طرح علمائے دیوبند نے قولاً وفعلاً دنیا کے منظرنامے پر پیش کیا ہے، یہ اسلام کی آفاقیت اور دارالعلوم دیوبند کے تئیں انتخاب خداوندی کی بین دلیل ہے۔ دارالعلوم کا دینی وعلمی ماحول اور اساتذہ دارالعلوم کی توجہات شیدائیان علوم اسلامیہ اور وراثت نبوی کے متلاشیوں کے دل ودماغ میں اسلامی غیرت وحمیت کا ایسا جذبہ پیدا کردیتی ہیں کہ باطل کی رخنہ انگیزی اور اس کی ریشہ دوانیاں کو برداشت کرنا ان کے لیے چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے سے کم نہیں ہوتا۔

زیر نظر رسالہ اسی جذبہ کا عکاس ہے جو غیر مقلدین کے ایام قربانی کے سلسلہ میں پھیلائے گئے گمراہ کن پروپیگنڈے کا مسکت جواب ہے۔ چونکہ یہ بندہ کا پہلا تصنیفی سفر تھا جس میں طالب علمانہ مشغولیت اور نو آزمودہ ہونے کی بنا پر اجنبی پن کا احساس بار بار رفتار قلم کے لیے مانع بنتا رہا مگر تائید ایزدی شامل حال تھی کہ اس ظلوم وجہول کے قلم سے یہ رسالہ حد اختتام کو جا پہنچا۔

بڑی ناشکری اور حق تلفی ہوگی اگر مشفق اساتذہ کرام کی ان عنایتوں اور مہربانیوں کو فراموش کردیا جائے جو اس رسالہ کی تالیف کے ایام میں بندہ پر ہوتی

رہی ہیں، خصوصاً مخدومی واستاذی حضرت شیخ عبدالحق اعظمی دامت برکاتہم العالیہ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کی شفقتوں نے تو بندہ کو گراں بار کردیا ہے کہ حضرت نے اس عالم پیری میں جب کہ مشاغل وعوارض کی یلغار نے چین و راحت کی ساعتوں کو مفقود کردیا ہے، اپنے تائیدی وتوثیقی کلمات کے ذریعہ رسالہ کے حسن میں دوبالگی پیدا کردی ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ حضرت الاستاذ مفتی محمد راشد اعظمی دامت برکاتہم استاذ تفسیر وفقہ دارالعلوم دیوبند اور حضرت الاستاذ مولانا مفتی عبداللہ صاحب معروفی زیدمجدہ استاذ شعبۂ تخصص فی الحدیث دارالعلوم دیوبند بندہ کی جانب سے ایسے شکریہ کے مستحق ہیں کہ چند رسمی الفاظ کے ذریعہ جن کا حق ادا کرنا جذبۂ امتنان کی توہین اور بدترین ناانصافی ہے۔ اور ساتھیوں میں خصوصاً جناب مولوی اسد اللہ دربھنگوی اور مولوی شفیق احمد سدھارتھ نگری بجا طور پر شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے پروف ریڈنگ کے سلسلہ میں گراں قدر تعاون دے کر طباعت کے مسئلہ کو آسان بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی شایان شان اجر عطا فرمائے اور دارین کی سعادت سے مالا مال فرمائے۔

محمد سلمان اعظمی

المصادر والمراجع

القرآن الكريم	....
روح المعانی	للعلامه أبی الفضل شهاب الدين السيد محمود الألوسی البغدادی المتوفی ۱۲۷۰ هجری مكتبه إدارة الطباعة المنيرية
احكام القرآن	للإمام اللحافظ القاضی أبی بكر محمد بن عبد الله المالكی المتوفی ۵۴۲ الهجرية
احكام القرآن	للإمام حجة الاسلام أبی بكر محمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی المتوفی ۳۷۰الهجرية
تفسير فتح القدير	محمد بن علی محمد الشوكانی متوفی ۱۲۵۰ هجری
تفسير ابن كثير	للامام الجليل الحافظ عماد الدين أبو الفداء إسمٰعيل بن كثير القرشی الدمشقی المتوفی ۷۷۴الهجرية
التفسيرات الأحمديه	للشيخ علامه احمد المعروف ب ,,ملا جيون،،
صحيح البخاری	للإمام الحافظ أبی عبد لله محمد بن اسمٰعيل البخاری
صحيح المسلم	للإمام الحافظ مسلم بن حجاج القشيری النيساپوری
سنن أبی داؤد	للإمام أبی داؤد سليمان بن الأشعث السجستانی
جامع الترمذی	للإمام أبی عيسی محمد بن عيسی بن سورة الترمذی
سنن النسائی	للإمام أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائی
سنن ابن ماجه	للإمام أبو عبد الله محمد بن يزيد بن ماجه القزوينی
المؤطا لامام مالک	للإمام أبو عبد الله مالک بن أنس الأصبحی
السنن الكبری	للإمام الحافظ أبو بكر أحمد بن الحسين بن علی البيهقی متوفی ۴۵۸الهجرية

الجوهر النقي	للعلامه علاء الدين الماردينى المشهور بابن التركمانى المتوفى ۷۴۵الهجرية
المحلى بالآثار	للإمام الجليل أبو محمد بن على أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسى مكتبه دار الكتاب العلميه بيروت
الاستذكار	للعلامه بن عبد البر المتوفى۴۶۳الهجرية
عمدة القارى	للشيخ الإمام العلام مة بدرالدين العينى
اعلاء السنن	ظفر احمد العثماني التهانوى متوفى ۱۳۹۴ الهجرية
كنز العُمال سنن الأقوال والأفعال على هامش المسند أحمد	للشيخ العلامه على المتقى الهندى متوفى ۹۷۵الهجرية
أوجز المسالک	للشيخ المحدث زكريا الكاندهلویؒ
المنتقى	للقاضى أبى الوليدسليمان بن خلف بن سعدبن ايوب بن وارث الباجى الأندلسى المتوفى ۴۹۴الهجرية
مقدمة المشكوٰة	للشيخ عبد الحق المحدث الدهلویؒ
تكمله فتح الملهم	للشيخمحمد تقى العثمانى مكتبه دار العلوم كراچى
المغنى	للإمام موفق الدين ابو محمد عبد الله بن احمد بن قدامه المقدسى الحنبلى مكتبه دار الفكر
أصول سرخسى	للإمام الفقيه الأصولي النظار أبي بكر محمد ابن أحمد بن أبي سهل السرخسي المتوفى ۴۹۰، الهجرية
بدائع الصنائع	للإ مام علاء الدين أبو بكر بن مسعود الكاسانى الحنفى مكتبه زكريا ديوبند
قواعد الفقه	لجامعها ومرتبها المفتي السيد محمد عميم الاحسان المجددي البركتي
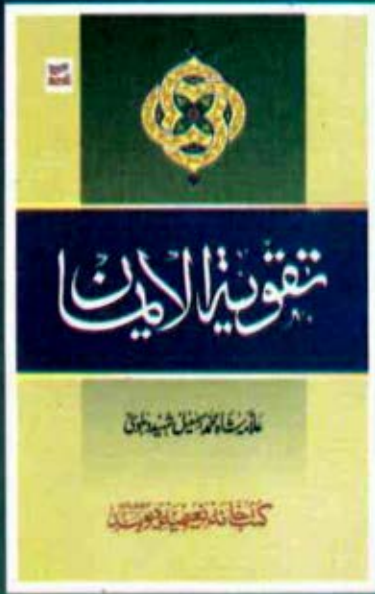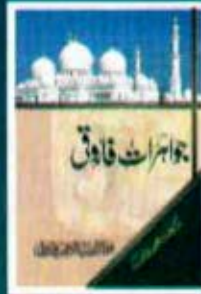
NAIMIA BOOK DEPOT

DEOBAND-247554 (U.P.) INDIA

Ph: (01336) 223294(O) 224556(R) 01336- 222491(FAX)

e-mail - naimiabookdepot@yahoo.com